

مع احادیث شریفین و احادیث اہل بیت اور

مذہب اہل بیت سے

دکن چکائیے

مع

احکام زیارت القبور

مفت مولانا محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ العالی

مفت مولانا محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ العالی



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

*** توجہ فرمائیں! ***

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب.....

عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ

لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔

متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔

دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی

نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

تنبیہ

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر

تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

فہرست

7 عرض ناشر..... ❊

سنت کو اختیار کرنا اور بدعت سے بچنا

10 بروز قیامت سیاہ چہروں والے..... ❊

11 بدعات پر آڑنا نہیں چاہیے..... ❊

13 کیا پیر کی بتائی ہوئی راہ سیدھی ہو سکتی ہے؟..... ❊

16 محبت کا معیار کیا ہونا چاہیے؟..... ❊

18 تازعات کی صورت میں حج کس کو بناؤں؟..... ❊

21 بدعت کے جواز میں حیلے بنانے اور تاویلیں..... ❊

23 کافروں اور بد دینوں کی رسمیں مسلمانوں میں جاری کرنا..... ❊

25 بدعتوں سے جہاد..... ❊

27 کسوٹی اور حق کا معیار..... ❊

29 مؤمن کے صبح و شام کس طرح گزریں؟..... ❊

30 یہود و نصاریٰ سے متاثر ہو کر بدعت اختیار کرنا..... ❊

31 جھگڑالو کون؟..... ❊

33 درویشی، پیری فقیری اور صوفیوں کی بدعات..... ❊

35 یعنی کامیابی کی ضمانت..... ❊

37 حوض کوثر پر پہنچ کر تشنہ لب رہ جانے والے..... ❊

بدعات القبور

42 قبر پرستی اصل میں کن کا شیوہ ہے؟..... ❊

44 تمام رسول اللہ کی پرستش کی تعلیم دیتے رہے..... ❊

- 46 مشرکوں کے خلاف: بیسی ﷺ کی گواہی
- 48 مردوں کی سفارش اور شفاعت کا جاہلی عقیدہ
- 50 دین میں غلو اور مردہ پرستی کی ممانعت
- 51 محض زیارت قبور کی نیت سے خاص طور پر سفر کرنا حرام ہے
- 52 قبروں پر میلے
- 53 عورتوں کے لیے قبروں کی زیارت کا حکم
- 54 قبروں کو مسجد بنانا موجب لعنت فعل ہے
- 56 قبروں کو مسجد بنانا حرام ہے
- 56 قبروں پر مجاور بن کر بیٹھنا اور ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا
- 57 شرعی حد سے اونچی قبروں کو زمین کے برابر کرنے کا حکم
- 58 قبروں کو پختہ بنانے کی ممانعت
- 58 بزرگوں کی قبریں پختہ بنانے والے امت کے بدترین لوگ ہیں
- 58 قبروں پر چادر چڑھانے کی ممانعت
- 60 قبروں پر چراغ جلانا
- 61 قبرستان میں نماز پڑھنا
- 62 قبروں کی زیارت کا مسنون طریقہ

بدعات صوفیا کی نظر میں

- 66 بزرگوں کی لغزش کو مذہب مت بناؤ
- 67 بدعتی کو حکمت نصیب نہیں ہوتی
- 67 ترک سنت موت قلب ہے
- 67 بدعت سے پاک دین ہی عافیت ہے
- 68 راہبر و راہنما
- 68 عارف کی پہچان سب سے زیادہ مطیع سنت ہو
- 69 کسی کا احتساب کب ہو گا؟

عرضِ ناشر

”سُنّت“ مؤمن کا زیور ہے، اس کی زینت، وقار اور شان ہے۔ سُنّت اس کے لیے راحت، آرام، سکون اور اطمینان کا باعث ہے، آخرت میں عزت و تکریم، کامیابی و کامرانی اور حصولِ جنت کی گارنٹی اور سب سے بڑھ کر اللہ اکرم الحاکمین کی رضا کی ضامن ہے۔ جبکہ ”بدعت“ دُنیا میں ہی ناکامی و نامرادی، تمام اعمال کی بربادی، بدعت کی نحوست تمام عمر کی ساتھی، اللہ کی ناراضگی اور جنت سے دُوری کا سبب بن جاتی ہے۔ بدعت سے تمام مسلمانوں کو تحقیق کر کے اپنا دامن بچا کر سُنّت کے پھولوں سے بھرنا چاہئے۔ بدعت سے بچاؤ، بغیر کسی مسلک و فرقہ کی تفریق کے تمام مسلمانوں کا فرضِ اولین ہے تاکہ دنیا جو کہ آزمائش کا گھر، مؤمن کے لیے قید خانہ اور امتحان گاہ ہے، اس امتحان گاہ سے کامیابی حاصل کر کے آخرت میں سرخرو ہوا جاسکے۔ بدعت و سُنّت کی اسی فکر کی ترجمانی کرتے ہوئے بڑی شرح و بسط اور تفصیل بیان کرتے ہوئے شاہ اسمعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نہایت دل نشیں انداز میں، سُنّت کی محبت میں ڈوبے ہوئے قلم کے ساتھ سُنّت کے محاسن اور بدعت کی ہلاکت خیزیاں اور ہولناکیاں بیان کرتے ہیں۔ ان کا یہ کتابچہ نایاب تھا جو آج سے تقریباً دو صدیاں (یعنی 170 سال) قبل لکھا گیا تھا۔ اس وقت کی اُردو زبان چونکہ آج سے یکسر مختلف تھی اس لیے میں نے قدیم زبان کی اصلاح کر

کے عبارت کو سلیمس بنا دیا ہے اور یوں قدیم اردو کو جدید اردو کے قالب میں ڈھالنے کے بعد ترجمہ کی نوک پلک سنواری اور بعض الفاظ کہ جن کے مفہوم آج معلوم نہیں بریکٹ میں ان کے متعلق وضاحتی الفاظ دے دیئے تاکہ قاری کو مفہوم سمجھنے کے لیے مشکل کا شکار نہ ہونا پڑے۔ اس کے علاوہ آیات کے حوالے اور احادیث کی تخریج بھی کر دی گئی ہے۔ **فللہ الحمد**۔ آخر میں راقم نے ایک مضمون بعنوان ”بدعات صوفیاء کی نظر میں“ کا اضافہ بھی کر دیا ہے۔ اللہ اکرم الحاکمین سے عاجزانہ دعا ہے کہ خطیب ہند، حامی توحید و سنت، شہسوار میدان قتال شاہ اسمعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے اس کتابچہ کو ہماری نجات کا ذریعہ اور سنتوں سے پیار اور بدعات سے بیزار کا باعث بنائے اور ان کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس کی حسین بہاریں نصیب فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

محمد طاہر نقاش

۱۰ / اکتوبر ۲۰۰۰ء لاہور

سنت کو اختیار کرنا اور بدعات سے بچنا

اس باب میں مجمل طور پر سنتِ مطہرہ کی خوبیوں، بدعت کی بُرائیوں اور مضرتوں کا احوال بیان کیا جاتا ہے۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

﴿ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا ﴾ [آل عمران ۱۰۳]

” (اور اے ایمان والو!) تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو (یعنی آپس میں فرقے فرقے نہ بنو) اور اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو یاد کرو جو اس نے تم پر کی۔ وہ یہ کہ ایک وقت وہ تھا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ اللہ نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی۔ پھر تم اللہ کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے۔“

یعنی اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے کہ تم کو ایک نبی کے تابع کیا اور ایک کتاب دی کہ اس پر عمل کرو سب مل کر اور آپس میں پھوٹ (تفرقہ) نہ ڈالو کہ کوئی اپنی طرف سے ایک مذہب نکالے اور دوسرا اس کے مقابلہ میں اپنی عقل کی تیزی جتانے کو دوسرا رویہ پھیلائے اور جب نئی نئی راہیں نکلیں تو پھوٹ پڑے اور ایک (اتحاد و یکجہتی) نہ رہے۔ سو فرمایا کہ اس قرآن کو تم ایک رسی سمجھو جیسے کوئی شخص کسی گڑھے میں پڑے (گرے) ہوئے شخص کو رسی لٹکا کر نکالتا ہے۔ سو اللہ تعالیٰ نے یہ قرآن اتارا تم سب اس کو مضبوط پکڑو۔ جیسے نکلنے والا رسی کو پکڑتا ہے اور جو رسی نہ پکڑے وہ نیچے پڑا رہتا ہے یا

سستی سے پکڑے تو گر پڑتا ہے۔ سو تم سب مل کر اس قرآن کو مضبوط پکڑو اور اسی پر عمل کرو اور نئی نئی باتیں نکال کر دین میں پھوٹ نہ ڈالو اور اہلسنت کی جماعت سے ٹوٹ کر نہ رہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ گمراہی کی اصل یہی ہے کہ دین میں قرآن کو چھوڑ کر بدعتیں اور نئی نئی باتیں نکالنے اور نئی باتیں نکالنے سے اور نئی رسموں کے رائج ہونے سے قرآن چھوٹتا ہے۔

بروز قیامت سیاہ چہروں والے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

﴿ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۱۰۵﴾ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكْفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿۱۰۶﴾ ﴾ [آل عمران ۳ / ۱۰۵-۱۰۶]

”اور (اے ایمان والو!) تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقے فرقے بن گئے اور کھلے واضح دلائل (احکام) آ جانے کے بعد بھی اختلاف پر قائم رہے، ایسے لوگوں کے لیے بہت بڑا عذاب (تیار) ہے۔ (یہ عذاب اس دن ہوگا) جس دن بہت سے چہرے سفید ہوں گے اور بہت سے چہرے سیاہ ہوں گے جن لوگوں کے چہرے سیاہ ہوں گے (ان سے کہا جائے گا) کیا تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا؟ (پھر ان سے کہا جائے گا) جو کفر تم کرتے رہے تھے اب (اس کے بدلے میں)

عذاب کا مزہ چکھو۔“

یعنی اگلی امتوں کو صاف حکم بھیج چکے تھے۔ پھر وہ آپس میں اختلاف کر کے بہت سے فرقے ہو گئے۔ چنانچہ یہود اور نصاریٰ بہتر بہتر فرقے ہو گئے کہ ان کو عذاب ہوتا ہے سو تم ان کی طرح مت ہو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو۔ تم کو قرآن و حدیث میں صاف صاف حکم آ چکے ہیں۔ تم اپنے دین میں نئی نئی رسم اور نئے نئے عقیدے اور

طریقے نہ نکالو اور پھوٹ نہ ڈالو کہ کوئی معتزلی ہوئے، کوئی خارجی بنے اور کوئی رافضی اور کوئی ناصبی اور اور کوئی جبری اور کوئی قدری اور کوئی مرجئی کہلائے اور کوئی سرپر بال رکھ کر اور چار اہرو کا صفایا کر کے فقیری جتائے۔ پھر ان میں کوئی قادری، کوئی نقشبندی، کوئی چشتی بنے۔ حکم یہی ہے کہ سب مل کر قرآن اور حدیث پر عمل کرو اور سنت کے طریقے کے موافق مسلمان رہو اور یہود اور نصاریٰ کی طرح کئی فرقے مت ہو جاؤ اور نئی نئی باتیں نکال کر تفرقہ اور پھوٹ ڈالو۔ اس واسطے کہ قیامت کو بعضے لوگ سرخ رو (سرخ چروں والے) بعضے روسیہ (کالے رنگ کے چروں والے) ہوں گے۔ تو ان روسیہوں سے کہا جائے گا کہ تم پہلے مسلمان ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن کے ماننے کا تم نے اقرار کیا۔ پھر دین میں نئی نئی باتیں اور رسمیں نکالیں اور بدعت کفریہ جاری کیں تو اس سے اللہ تعالیٰ کی کتاب کے موافق عمل کرنا چھوٹ گیا۔ پھر ان نئی رسموں کے جاری ہونے سے ان کی محبت دل میں پڑ گئی اور ان کا چھوٹا مشکل ہو گیا۔ تو قرآن میں جو اس کے خلاف حکم پایا اس حکم سے دل میں انکار آ گیا۔ (اب) اس انکار کا مزہ چکھو۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو شخص نئی نئی بدعتیں نکالے اور بدعت کے کام کرے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک قرآن کا منکر ٹھہر جاتا ہے اور روزِ قیامت کو روسیہ (کالے، سیاہ چہرے کے ساتھ) اٹھے گا پھر اس پر عذاب ہو گا اور اس سے کہا جائے گا کہ مزہ چکھو ان بدعتوں کا۔

اپنے طریقہ کار کو اچھا جانتے ہوئے اس پر اڑنا نہیں چاہیے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ مِنْ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شَيْعًا كُلُّ جَزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ

فَرِحُونَ ﴿۳۱﴾ [روم ۳۰ / ۳۲]

” (اے ایمان والو!) ان لوگوں میں سے نہ ہو کہ جنہوں نے اپنے دین میں پھوٹ ڈالی اور بہت سے فرقے بن گئے (اس طرح) ہر فرقہ جو کچھ (غلط عقائد

وغیرہ) اپنائے (اور اختیار کئے) ہوئے ہے وہ اسی پر خوش ہو رہا ہے۔"

یعنی جو کام شریعت میں یا عقل کے نزدیک صریح بد ہے اس کو ہر کوئی بد (بڑا) جانتا ہے اور جو بڑا کام کہ آدمی اپنی عقل سے یا اور کسی سے سیکھ کر نیا ایجاد کرتا ہے تو اس کی بڑائی صریح قرآن و حدیث میں نہیں پاتا سو اس کام کو نیک جانتا ہے اور اس پر خوش ہوتا ہے اور بہت سے لوگ جو ایسی نئی باتیں نکالتے ہیں تو خوش ہو کر یا اس کو پسند کر کے، اختیار کرتے ہیں اور ہر فرقے کی (طرف سے) جدا جدا نئی بد عتیں علیحدہ علیحدہ وضع کی ہوتی ہیں تو گروہ جدا ہو جاتے ہیں اور دین میں ایک (اتحاد اور اتفاق) نہیں رہتا اور پھوٹ پڑ جاتی ہے۔ مثلاً ایک فرقہ نے علی مرتضیٰؒ کو باقی سب اصحابوںؓ سے افضل اور بہتر جانا اور اپنا لقب تفضیلہ رکھا اور ایک فرقہ نے ان سے بڑھ کر علی مرتضیٰؒ کو افضل جبکہ باقی اصحابوںؓ کو بڑا جانا اور محرم میں محفلیں، تعزیر داری اور مرثیہ خوانی اور سیہ پوشی اور حق جتن پی اور بھس اڑانے کی (بدعات) ایجاد کیں اور ایک نے عید غدیر اور عید بابا شجاعؒ ٹھہرائی اور نو روز کیا اور روزے، نماز، اذان، وضو میں کمی بیشی کر لی اور اپنا لقب شیعہ اور محبت اہل بیت رکھا۔ اور ایک فرقہ نے ان کے مقابلے میں علیؒ کو بڑا کہا اور اپنا لقب خارجی پسند کیا۔ ایک فرقہ نے علی مرتضیٰؒ کی اولاد کی دشمنی اور عداوت اختیار کی اور ناصبی خطاب اپنے واسطے گوارا کیا۔ اور ایک فرقہ نے دیدار الہی کا انکار کیا اور گناہ کبیرہ کو اسلام سے خروج کا باعث جانا اور معتزلی کہلوائے۔ اور ایک فرقہ نے گوشہ نشینی اور ترک امر بالمعروف و نہی عن المنکر اختیار کر کے شغل برزخ اور نماز معکوس اور ختم اور توشے اور طرح طرح کے نئے نئے ورد اور وظیفے اور فال نامے اور گنڈے، تعویذ اور اتارے اور حاضر تہیں اور عرس اور قبروں پر مراقبہ اور باجا، راگ سنا اور حال لانا ایجاد کیا اور مشائخ اور پیر کہلوائے۔ پھر کسی نے اپنے کو چشتی مقرر کیا، کسی نے قادری، کسی نے نقشبندی، کسی نے سروردی، کسی نے رفاعی ٹھہرا لیا اور کوئی سر پر بڑے بڑے بال رکھ کر یا چار آبرو کا صفایا کر کے اور بڑی بڑی ٹوپیاں اور تاج دھر کر اور کفنی اور سہیلیاں گلے میں ڈال کر ماریہ یا جلالیہ مشہور

ہوا۔ اور کسی نے دو چار زکلیں (بحیثیں) منطق اور ریاضی اور ہندسے کی یاد کر لیں اور اپنے آپ کو ملا اور مولوی اور عالم مشہور کرنا چاہا۔ سو اس کے سوا اور سینکڑوں بلکہ ہزاروں طرح کی راہیں نکالیں اور ہر ایک فرقہ خوش ہوا کہ ہم ہی خوب ہیں اور ہماری ہی راہ اچھی ہے۔ سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم ایسا نہ کرو بلکہ ایک ملت اور دین اختیار کرو جو اللہ تعالیٰ نے فرمادیا۔ سابق میں بھی یہود اور نصاریٰ نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور کئی گروہ ہو گئے۔ سو تم ویسے نہ ہو..... اور اپنے دین میں پھوٹ اور تفرقہ نہ ڈالو۔ ایک قرآن اور حدیث پر عمل کرو اور اپنے پیغمبر (ﷺ) ہی کے تابع رہو تاکہ دین میں پھوٹ نہ پڑے۔

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ آدمی کو چاہئے کہ اپنے ہی مذہب اور روئے 'طریقے' رسوم' عادات کو اچھا جان کر اس پر خاطر جمع نہ کرے' بے فکر ہو کر بیٹھ نہ رہے بلکہ حق بات کی تلاش میں رہے اور اپنے مذہب اور روئے اور طریقے' رسوم کا قرآن و حدیث سے مقابلہ کرے جو اس کے موافق ہو' وہ اختیار کرے اور جو اس کے مخالف ہو وہ ترک کرے۔ بنا گمراہی کی یہی ہے کہ آدمی اپنے روئے 'طریقہ پر آڑ رہے اور بے فکر ہو کر بیٹھ رہے۔ بہت سی خلقت اسی گمراہی میں پڑی ہوئی ہے کہ اللہ اور رسول کا حکم دریافت اور تحقیق نہیں کرتے۔ اپنے بزرگوں کی راہ پر خاطر جمع سے مطمئن ہو کر بیٹھ رہتے ہیں اور جانتے ہیں کہ یہی حق ہے۔

کیا پیر کی بتائی ہوئی راہ سیدھی ہو سکتی ہے؟

اللہ تعالیٰ نے سورۃ انعام میں فرمایا ہے کہ :

﴿ وَ اِنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ

عَنْ سَبِيْلِهِ ذٰلِكُمْ وَ صٰلِحُكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ [الانعام: ۱۵۳]

"میرا سیدھا راستہ تو یہی ہے" بس اسی کی پیروی کرو اور (دوسرے) راستوں پر نہ چلنا ورنہ وہ راستے تم کو اللہ کے راستے سے علیحدہ کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ

(قرآن حکیم کے ذریعہ) تم کو ان باتوں کا نعم دے رہا ہے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔"

یعنی حق تعالیٰ نے فرمایا یہ قرآن جو میں نے تمہارے واسطے بھیجا، جو روایہ اور طریقہ اس میں تمہارے کرنے کے لیے فرمایا یہی راہ میری رضامندی اور میری طرف پہنچنے کی سیدھی راہ ہے۔ اس راہ پر چلو اور اس کے سوا اور راہیں باپ دادے کی اور پیر استاد کی، رسم اور رواج کی، ملک کے بادشاہوں کی (راہوں پر) نہ چلو اور اگر ان راہوں پر چلو گے تو وہ راہیں تم کو میری راہ سے بھکا دیں گی۔ یہ میں نے تم کو سمجھا دیا کہ تم خبردار ہو جاؤ اور آؤ راہوں سے بچتے رہو۔

اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک بادشاہ نے کسی کو ڈور سے اپنے حضور میں بلایا اور فرمان قاصد شتر سوار کے ہاتھ بھیجا اور اس میں لکھ دیا کہ ”فلانی شاہراہ پر ہو کر سیدھے چلے آؤ اور اس شاہراہ کی سب نشانیاں لکھ دیں اور یہ بھی لکھ دیا کہ فلاں ہمارا قاصد جو یہ فرمان لے کر پہنچتا ہے اس کے ساتھ جس طرح یہ راہ پر لائے اسی راہ پر چلتے ہوئے ہمارے حضور میں حاضر ہو جاؤ اور اس راہ میں اور بھی بہت سی راہیں ملی ہوئی ہیں کہ وہ اور طرف گئی ہیں۔ تمہیں ان راہوں کے چلنے والے بھی راستہ میں ملیں گے اور اپنی طرف بلائیں گے۔ ان کی طرف نہ جانا۔ ورنہ بھک جاؤ گے اور حضور تک نہ پہنچ سکو گے۔ پھر وہ شخص تھوڑی دور چل کر اور راہوں پر لگ جائے اور اس قاصد کے کہنے کے موافق نہ چلے اور فرمان کو نہ دیکھے اور اس کے مطلب کو نہ دریافت کرے اور دوسری راہوں کے چلنے والوں کے پیچھے چلے اور پھر جانے کہ میں سیدھی راہ پر بادشاہ کے حکم بموجب چلتا ہوں تو وہ شخص ہرگز بادشاہ تک نہ پہنچے گا۔ تو اب اس کو یوں سمجھنا چاہئے کہ جیسے ہر زمانہ میں لوگ دنیا کے کاموں میں نئی نئی وضعیں اور طرح داریاں نکالتے ہیں۔ ویسے ہی دین کے کاموں میں ہر زمانہ کے لوگ نئی نئی باتیں اور جدا جدا راہیں نکالا کرتے ہیں۔

چنانچہ اس سبب سے اگلے دین والے لوگ یہود اور نصاریٰ کئی فرقے ہو گئے اور

مسلمانوں میں بھی لوگ ہرزروں فرقے بن گئے۔ سو اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ ﷺ کو اپنا قاصد بنا کر اور اپنا فرمان دے کر لوگوں کے واسطے بھیجا اور لوگوں کو اپنی طرف بلایا اور قرآن میں اپنی طرف پہنچنے کے سب پتے صاف کھول کر بتا دیئے اور رسول ﷺ نے بھی سب رویہ 'طریقے صاف صاف بیان کر دیئے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ قرآن سیدھی راہ ہے، اس کے موافق راہ پر چلو تو اللہ تعالیٰ تک پہنچو گے۔ پھر اگر یہود کی یا نصاریٰ کی یا مجوس یا ہنود کی راہ چلو گے یا اور راہیں نئی ایجاد کرو گے تو نہ پہنچو گے بلکہ بسک جاؤ گے۔ جو مسافر کئی راہیں چلے وہ منزل مقصود کو نہیں پہنچتا۔ اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ قرآن کے موافق عمل کرنا اور قرآن کی راہ کو اختیار کرنا یہی راہ مضبوط اور سیدھی ہے کہ اس پر چل کر آدمی بے خطر اللہ کی طرف پہنچتا ہے اور جو شخص اور راہوں پر چلے وہ گمراہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہوں سے علیحدہ۔ پھر وہ اور راہیں کسی کی ہوں خواہ اگلے کافروں کی، خواہ اب کے کافروں کی، خواہ جاہلوں کی، خواہ بدعتوں کی۔

چنانچہ اس زمانہ میں اکثر لوگوں نے یہی رویہ اختیار کیا کہ ایک راہ قرآن و حدیث کی چھوڑ کر بت سے فرقوں کی راہیں اختیار کیں، نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ و غیر عبادت نہ کرنا۔ ذہریوں اور سفسطائیوں کی راہ یا نماز میں سستی اور جو عبادت اپنی مرضی کے موافق ہو کرنا اور جو اپنی مرضی کے خلاف ہو اس سے دل چراتا۔ شریعت کا بعض حکم ماننا اور بعض نہ ماننا، ظاہر میں اور دل میں منافقوں کی راہ ہے۔ اور قبروں پر مسجدیں اور مقبرے اور قبریں اونچی اونچی بنانا، اور اپنے بزرگوں کے حق میں یہ اعتقاد رکھنا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے مل کر ایک ہو گئے یا اللہ تعالیٰ ان میں سا گیا تھا، نصاریٰ کی اور ہندوؤں کی راہ ہے اور مردوں سے حاجتیں مانگنا اور ان کی منتیں ماننا، کفار قریش کی راہ ہے اور اپنے باپ دادے کی راہ اور اللہ و رسول ﷺ کے خلاف رویہ اختیار کرنا اور ان کے رسم و رسوم کو مقدم سمجھنا، اگلے کافروں اور ہندوؤں کی راہ ہے۔ اور اپنے نسب پر فخر کرنا اور موت میں پیٹنا اور چٹانا اور ماتم کرنا، اگلے کافروں کی راہ اور تکلفات اور تعظیم مفرط اور ظاہر داری بت کرنا، جمیوں کی راہ ہے۔ اور بیوہ عورت کا دوسرا نکاح جاننا یا شادی میں

سرا اور مقصد موتی باندھنا، داڑھی منڈانا اور عیدین میں بغل گیر ہو کر ملنا اور شب برات میں روشنی کرنا اور گدھے اور شجر اور اونٹ کی سواری کو معیوب سمجھنا، شگون لینا، تاریخ اور دن اور ساعت وغیرہ کی نحوست و سعادت مانگنا، بزرگوں کی تصویروں کی تعظیم کرنا، تیجہ، ساتواں، دسواں، چالیسواں، برسی مردوں کی کرنا اور چپک کی بیماری میں سیتلا بھوانی کا ماننا، اور چھوت وغیرہ کا لحاظ کرنا اور بت پرستی جیسے تعزیہ، جھنڈے، نشان، قدم رسولؐ وغیرہ کی تعظیم کرنا، یہ سب ہندوؤں کی راہ ہے اور اپنے عالموں اور مولویوں اور دوریشوں کی نکالی ہوئی ایجابی بات کو اللہ اور رسول (ﷺ) کے فرمودے کے برابر سمجھنا اور اس کی تحقیق نہ کرنا، یہود اور نصاریٰ کی راہ لوگوں نے اختیار کی اور بہت باتیں اپنی طرف سے نئی نکالیں۔ جیسے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بڑا کہتا اور ہزاروں باتیں اور رسمیں اپنے یہاں جاری کر لیں اور ایک راہ قرآن و حدیث کی چھوڑ دی اور گمراہی میں پڑ گئے۔ اگر قرآن کی راہ اختیار کرتے تو اپنا اچھا دین ہوتے ہوئے دوسرے بد دینوں، کافروں کی راہیں کیوں چلتے اور طرفہ یہ کہ پھٹے منہ پھر بھی زبان سے دعوے کئے جاتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہیں۔

محبت کا معیار کیا ہونا چاہیے؟

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ

ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۳۱﴾ [ال عمران ۳۱ / ۳۱]

” (اے رسول ﷺ!) آپ ان کو کہہ دیجئے کہ اگر تم کو اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کا دعویٰ ہے تو میری پیروی کرو (اگر تم میری پیروی کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا، تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا کیونکہ اللہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔“

یعنی ہر دین و مذہب کے لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے محبت

ہے اور ہم اس کے بندے ہیں اور جو کام ہم کرتے ہیں سو اسی کی محبت سے کرتے ہیں تاکہ وہ ہم سے خوش ہو۔ اور ہم کو چاہے پھر اگر ہم سے کچھ گناہ بھی ہو جائے تو بخش ہی دے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے پیغمبر! تو ان لوگوں سے کہہ دے کہ اگر تم سچے ہو اور تم کو (واقعی) اللہ سے محبت ہے تو اللہ نے مجھ کو اپنا رسول بنا کر تمہارے پاس بھیجا تاکہ تم میرے کہنے کے مطابق اس کی بندگی کرو۔ اس کی محبت کے جو کام میں بتلاؤں سو کرو۔ سو تم میری بتائی ہوئی راہ پر چلو تاکہ معلوم ہو کہ تم کو اللہ سے سچی محبت ہے۔ وہ تمہارے گناہ بھی بخشے کہ ایسے شخصوں کے واسطے وہ بخشے والا ہے اور مہربان ہے۔

پھر جو شخص رسول اللہ ﷺ کی راہ نہ چلے بلکہ اپنی طرف سے نئی نئی راہیں نکال لے پھر دعویٰ کرے کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہے سو وہ جھوٹا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے بیزار اور پیغمبر ﷺ کی طرف سے اس پر پھینکار۔ اس واسطے کہ وہ شخص اگرچہ ظاہر میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے مگر حقیقت میں گویا دعویٰ پیغمبری کا رکھتا ہے کہ اپنی ایک شرع نئی جدا ہی قائم کرتا ہے۔ وہ پیغمبر ﷺ کا تابع دار کا ہے کو ہے بلکہ دوسرا بھائی ہے جیسے باقی خوشامدی۔ محبت یوں ہی ہوتی ہے کہ محبوب کے کہنے کے موافق عمل کیجئے نہ کہ جس طرح اپنا جی چاہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی سنت کی پیروی نہ کرے اور پھر اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ بھی کرے تو وہ جھوٹا ہے اور جو سنت کے موافق کام کرے اس کی محبت اللہ تعالیٰ سے سچی ہے اور وہ اللہ کا محبوب ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو چاہتا ہے۔ اس کے گناہ معاف ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر بخشش اور مہربانی ہوگی۔

تازعات کی صورت میں حج اور فیصل کس کو بنائیں؟

اللہ کریم نے فرمایا :

﴿ فَلَا وَ زَيْتِكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيهِ أُنْفُسِهِمْ حَزًّا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يَسْلِمُوا تَسْلِيمًا ۝ ﴾

[النساء / ۳ / ۶۵]

” (اے رسول ﷺ!) آپ کے رب کی قسم! لوگ اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے تمام اختلافات میں آپ کو حاکم نہ مان لیں۔ پھر جو بھی فیصلہ آپ کر دیں اس سے اپنے دل میں تنگی محسوس نہ کریں بلکہ برضاء و رغبت اسے تسلیم کریں۔“

یعنی جب کسی عبادت یا دنیا کے معاملے یا رسم اور عادت کی بابت لوگوں کے درمیان آپس میں جھگڑا اٹھے۔ ایک کہتا ہو ”یوں ہونا چاہئے۔“ دوسرا کہتا ہو ”یوں نہیں“ یوں ہونا چاہئے“ ایک دعویٰ کرے ”حق میرا ہے“ دوسرا کہے ”میرا ہے“ کوئی کہے ”یہ کام یا رسم یا عادت بد (بڑی) ہے“ کوئی کہے ”نیک ہے“ تو ایسے وقت میں چاہئے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کو منصف بنائیں اور حاکم ٹھہرائیں۔ پھر جو حکم رسول اللہ ﷺ فرمادیں یا آپ کی حدیث سے ثابت ہو اس حکم کو خواہ اپنی مرضی کے موافق ہو خواہ خلاف، جان و دل سے خوش ہو کر قبول کریں اور مان لیں۔ تب مسلمان کا دعویٰ سچا معلوم ہوگا اور جو شخص رسول اللہ ﷺ کو منصف اور حاکم نہ بنائے یا آپ کے حکم سے دل میں ناخوش ہو اور آپ کے حکم کو نہ مانے اور چون و چرا کرے وہ ہرگز مسلمان نہیں بلکہ کافر و منافق ہے۔ ظاہر میں اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کی ”امت“ میں کہتا ہے اور پھر آپ کے فیصلہ سے اور حکم سے راضی نہیں ہوتا اور دل میں تنگی اور تنگی لاتا ہے۔

اس مقام پر انصاف سے پوچھنا چاہئے کہ اس زمانہ میں ہندوستانی (اور پاکستانی) مسلمانوں میں ہزاروں نئی باتیں اور نئے عقیدے اور رسوم و رواج جو رائج ہیں اور

ایک جہاں اس میں گرفتار ہے۔ جیسے لڑکا پیدا ہوتے وقت ایک بکرا ذبح کرنا اور بندوق چھوڑنا (فازنگ کرنا) اور زچہ کی چارپائی پر تیر اور کلام اللہ رکھنا، چھٹی کرنا (بچتہ کا) نام فلاں بخش اور غلام فلاں رکھنا اور اگرچہ خون زچہ کا چالیس روز سے کم میں بند ہو جائے مگر پورے چالیس دن تک اس کو ناپاک سمجھنا۔ بسم اللہ کے واسطے چار برس اور چار مہینے کی قید کرنا اور بسم اللہ کی شادی کی (سی) محفل کرنا اور نختہ میں شادی اور محفل اور رسم و رسوم کرنا، اُس مختون کو معاذ اللہ قبروں یا نشان یا جھنڈے کے سلام کو لے جانا، اس کے ہاتھ میں بال کا کنگنا باندھنا اور اس کے ہاتھ میں لوہا رکھنا اور سوم منگنی کی کرنا، پیڑے (گلاب جامن، رس گلے) وغیرہ ہانٹنا اور شادی نکاح میں موتی باندھنا اور دروازوں پر نیل یا چونے کے ٹپکے دینا، ساہن اور آتش بازی اور پھول کھولے اور روشنی کی سیدھیاں اور ٹنیاں اور ناچ اور زرد و نارنجی اور سرخ کپڑے پہننا، کنگنا باندھنا، مرد کو مندی لگانا، سہرا باندھنا اور ٹونے گانا (منتر پڑھنا) اور جلوہ کرنا (چراغوں) اور شادی سے پہلے برادری کا کھانا کرنا اور چوتھی کھیلنا، محرم میں عورت کی صحبت اور عورت کو زینت ترک کرنا، چارپائی پر نہ سونا، تعزیہ بنانا، شدے نکالنا، محرم کی محفلیں کرنا، علم چڑھانا، مندی بنانا اور صفر کے مہینے کے بالخصوص تیرہ دن نامبارک سمجھنا اور آخری چہار شنبہ کو سیر کو جانا اور ربیع الاول میں مولود (محفل میلاد) کی محفل ترتیب دینا اور جب وہاں ذکر رسول اللہ ﷺ کے پیدا ہونے کا آئے کھڑے ہو جانا اور یہ اعتقاد رکھنا کہ آپ کی روح یہاں آتی ہے اور ربیع الثانی کو گیارہویں کرنا اور جمادی الاولیٰ میں مکن پور کو بدیع الدین شاہ مدار کے چلے کو عرس میں جانا اور شعبان کو آتش بازی چھوڑنا اور حلوا پکانا اور چراغ بہت سے جلانا اور رمضان میں اخیر جمعہ کو خطبہ الوداع اور قضا عمری پڑھنا، شوال میں عید کے روز سوتیاں پکانا اور بعد نماز عیدین کے بغل گیر ہونا یا مصافحہ کرنا اور ذی قعدہ کے مہینے میں نکاح نہ کرنا و علیٰ ہذا القیاس۔ کفن کے ساتھ جانماز اور چادر بھی ضرور بنانا اور نعش کی چارپائی منحوس سمجھنا اور عزرا نیل علیہ السلام کے نام کو یا سورۃ لیس کو معاذ اللہ اچھا نہ جانا اور کفنی پر کلمہ وغیرہ لکھنا اور قبر میں قل کے ڈھیلے اور شجرہ رکھنا اور تیجہ،

دسواں، چالیسواں اور چھ ماہی اور برسی، عرس مردوں کے کرنا اور اسقاط مروّجہ کرنا، حافظوں کو قبر پر بیٹھانا، قبروں پر چادریں ڈالنا، مقبرے بنانا، قبروں پر تاریخ (وفات و پیدائش) لکھنا، وہاں چراغ جالانا، موت کے ذکر کو بڑا جاننا، بعد تین روز کے ماتم پُرسی کرنا اور دُور دُور سے سفر کر کے قبروں پر جانا اور توشے اور سہ میناں کرنا اور ماں باپ کے ترکہ سے بیٹیوں کا حصّہ نہ دینا اور بیماریوں میں (ٹونے) ٹونکے کرنا، حضراتیں کرنا، (مریض کے اندر جن کو حاضر کرنا) منگل، بدھ، سنیچر (ہفتہ) کے دن کو نامبارک سمجھنا اور بعضی تاریخوں کو نحس (منحوس) جاننا، گھوڑے، حویلی، عورت میں مبارکی نحوست کی علامتیں مقرر کرنا اور وردِ ناوِ علیؑ اور رسم بزرگوں کے نام کے یا قرآن کی آیتوں کو معکوس پڑھنا اور چراغ جلتے وقت ایک (خود ساختہ) دُعا ایجادی پڑھنا اور شغلِ برزخ وغیرہ طریقہ ایجاد کرنا اور اس کو عمل میں لانا اور مغرب کی نماز کے بعد یا زدہ قدمی (یعنی صوفیوں کی خود ساختہ نماز ”صلوٰۃ غوشیہ“) پڑھنا اور ہولی، دوالی وغیرہ کفار کی رسموں کو ماننا اور اونٹ اور گدھے اور خچر کی سواری کو معیوب سمجھنا اور عورتوں کا مردوں سے اور مردوں کا عورتوں سے سلام علیک کرنے کو ادب کے خلاف جاننا اور خطبہ میں ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگنا، بیٹھ کر خطبہ پڑھنا اور علاوہ اس کے سلف کے عقائد سے انحراف کرنا۔ وحدت وجود اور وحدت شہود یا جبر و قدر کے مسئلہ میں گفتگو کرنا، اس کے اسرار کی بہت سی تحقیق میں مشغول ہونا اور معاذ اللہ تقدیر کا انکار کرنا اور سیدنا عمرؓ کی خلافت کو برحق نہ سمجھنا اور اہل بیت یا صحابہؓ کے حق میں بد اعتقادی کرنا، ان پر طعن کرنا اور مقلد کے حق میں تقلید ہی کافی جاننا اور تحقیق ضروری نہ سمجھنا۔ راگ یا باجاسنے کو بہتر جاننا، اپنی ذات پات، نسب کی برائیاں کرنا، آپس میں ایک دوسرے کی گفتگو اور حرکات سکنت تحریر میں تعظیم زیادہ کرنا، مہر عورتوں کا زیادہ مقرر کرنا اور شادیوں میں بے جا خرچ کرنا، بیوہ کا دوسرا نکاح معیوب سمجھنا، مصیبت میں چٹانا، پیٹنا، زیادہ سوگ میں بیٹھنا، اپنے جسم و مکان اور سواری وغیرہ کی زینت (ڈیکوریشن اور سجاوٹ) بہت سی کرنا۔

غرضیکہ یہ باتیں اور سوا اس کے ہزاروں رسمیں جو رائج ہیں کہ ہزاروں آدمی یہ

رسمیں کرتے ہیں اور بہترے آدمی منع بھی کرتے ہیں قطع نظر اور دلیلوں سے جب مسلمانوں میں اختلاف پڑے اور اس بات میں جھگڑا اٹھے تو ایسے وقت میں محمد رسول اللہ ﷺ کو منصف اور حاکم بنانا چاہئے۔ اس واسطے کہ آپ کے وقت میں بھی تو لڑکے پیدا ہوتے تھے اور عورتیں زچہ ہوتی تھیں اور لڑکوں کے نختے بھی ہوتے تھے اور قرآن پڑھنا ان کو شروع ہوتا اور لوگوں کے نکاح ہوتے تھے اور لوگوں کو بیماریاں ہوتی تھیں اور لوگ مرتے تھے اور قبریں بنتی تھیں اور چلہ اور برس روز گزرتا تھا اور محرم، صفر وغیرہ مہینے آتے تھے۔ تو ایسے وقت میں رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے اور کیا فرماتے اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کس طرح عمل میں لاتے تھے؟ پھر اگر ان کاموں کا بڑا ہونا رسول اکرم ﷺ کے قول اور فعل اور تقریر سے ثابت ہو تو چاہئے کہ مسلمان خوش ہو کر دل سے قبول کرے اور ایسا ہی آپ کی مرضی کے موافق عمل میں لائے اور جو شخص اس کی بڑائی دریافت کر کے ناخوش اور خفا ہو اور ان کا ترک کرنا بڑا لگے تو صاف جان لینا چاہئے کہ وہ شخص اس آیت کے بموجب مسلمان نہیں اور یہ بے شبہ بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین بلکہ تبع تابعین رضی اللہ عنہم کے بعد یہ رسمیں رائج ہوئیں تو اب معلوم ہونا چاہئے کہ رسول اللہ ﷺ نے نئی نئی رسموں اور ایجادی کاموں کے حق میں کیا فرمایا؟ سو سننا چاہئے :

بدعت کے جواز میں حیلے، بہانے اور مختلف تاویلیں

((عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ أَحَدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ)) [متفق علیہ]

”سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : جس نے نئی چیز نکالی

ہمارے اس دین میں اور اس کی اصل نہ ہو سو وہ چیز باطل اور مردود ہے۔“

یعنی جس نے ایسی چیز دین میں نکالی کہ جس کی دین میں اصل نہ ہو سو وہ چیز باطل

اور رد ہے۔

نئے کام دو طرح کے ہیں۔ ایک وہ کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے یا تابعین یا تبع تابعین رضی اللہ عنہم کے وقت میں ایسا واقعہ نہ ہوا کہ اس سے نئے کام کی حاجت ہوتی۔ بعد اس زمانہ کے ایسا واقعہ ہوا کہ اس نئے کام کی حاجت ہوئی۔ مثلاً رسول اللہ ﷺ کے وقت سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت یا تابعین کے وقت تک کسی کو صرف و نحو پڑھنے کی یا قرآن شریف کے زیر و زبر بنانے کی (یعنی آیات کے الفاظ پر اعتراض لگانے کی) یا فقہ کی کتاب تصنیف کرنے کی حاجت نہ ہوئی۔ اس واسطے کہ سب مسلمان عرب تھے۔ کلام اللہ کو بغیر صرف و نحو کے سمجھتے تھے اور بغیر زیر و زبر کے صحیح پڑھتے تھے اور اکثر لوگ مسائل کے عالم تھے اور اختلاف کم تھا۔ سو ان کو احتیاج ہی نہ ہوئی کہ فقہ کی کتاب اور فتاویٰ بناتے۔ بعد اُس زمانہ کے جب اسلام توران اور ہندوستان وغیرہ کی طرف پہنچا تب ان چیزوں کی احتیاج ہوئی اور بموجب اشارے، آیات و حدیث کے یہ چیزیں بنائی گئیں۔ تو یہ چیزیں کہ وسیلہ علم کا ہیں جیسے صرف و نحو اور علم قرأت اور اصول و فقہ اور کتابیں تصنیف کرنا اور اجتہاد وغیرہ چیزیں ان لوگوں کے حق میں بدعت نہیں۔

اور دوسری طرح کے نئے کام وہ ہیں کہ وہ واقع بھی ہوئے مگر رسول اللہ ﷺ کے یا صحابہ رضی اللہ عنہم کے یا تابعین یا تبع تابعین رضی اللہ عنہم کے وقت میں وہ نئی چیزیں بغیر انکار کے جاری نہ ہوئیں تو وہ چیزیں بدعت اور باطل اور مردود ہیں۔ مثلاً اس وقت میں لوگ مرتے تھے اور دفن ہوتے تھے مگر کوئی تیجہ، دسواں، چالیسواں نہیں کرتا تھا اور اسی طرح سے فاتحہ نہیں دیتا تھا اور یہ رسوم لوازمات میت سے کوئی نہ سمجھتا تھا۔

مثلاً اس وقت میں لوگوں کے نکاح ہوتے تھے۔ مگر کوئی ساہتیج اور آتش بازی وغیرہ اور مصحف آرسی وغیرہ نہیں کرتا تھا۔ تو ایسے سب کام کاج باطل اور مردود ہیں۔ اس واسطے کہ دین کا کام وہ ہوتا ہے کہ جس کے کرنے میں خوبی اور بہتری اور ثواب ہو اور نہ کرنے میں ثواب جائے یا الزام آئے اور بُرائی ٹھہرے۔ سو دین کے کام دو طرح کے ہیں۔ ایک وہ کام جو دل سے تعلق رکھتے ہیں، جیسے نیت، اعتقاد، فکر، دھیان اور محبت

عداوت وغیرہ، دوسرے وہ کام جو ظاہر سے علاقہ رکھتے ہیں۔ سو وہ کام یا عبادات ہیں یا معاملات ہیں یا رسوم و عادات ہیں۔ سو ان دونوں طرح کے کاموں کا مقرر کرنا یا ٹھہرانا اور بتلانا اور ان کاموں میں وقت اور جگہ اور وضع اور گنتی مقرر کرنا۔ محمد رسول اللہ ﷺ کا کام تھا اور اسی واسطے آپ کو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر بنا کر بھیجا تھا سو آپ نے فرمایا کہ جس نے کوئی عقیدہ یا کوئی عبادت یا کوئی رسم نئی نکالی اور اس کی کوئی مثل اور نظیر بھی دین میں نہ تھی سو وہ عقیدہ اور عبادت اور رسم یا جو دین کے عقیدے اور عبادت اور رسم میں وقت یا جگہ یا وضع ہیئت یا گنتی کی قید اپنی طرف سے مقرر کی سو وہ بدعت اور باطل و مردود ہے اور معلوم رہے کہ مثل اور نظیر کا دریافت کرنا ہر شخص کا کام نہیں یہ مجتہد کا کام ہے۔

کافروں اور بد دینوں کی رسمیں مسلمانوں میں جاری کرنا

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْغَضَ النَّاسَ إِلَى اللَّهِ ثَلَاثٌ مُلْحِدَةٌ فِي الْحَزْمِ وَ مُتَّبِعَةٌ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةُ الْحَاهِلِيَّةِ وَ مُطْلَبٌ ذَمٌّ أَمْرٌ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقِّ لَيْسَ بِرَبِّ ذَمَّةٍ))

[بخاری بحوالہ مشکوٰۃ باب الاعتصام بالسنة]

”سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نقل کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”زیادہ غضب اللہ کا سب آدمیوں سے تین پر ہے۔ ایک گناہ کرنے والا حرم میں (یعنی حرم میں الحاد پھیلانے والا)۔ دوسرا اسلام میں اگلے کافروں کی عادت کے کام چاہنے والا، تیسرا کسی مسلمان کے خون کو ناحق بہانے کا مطالبہ کرنے والا۔“

اگلے کافروں کی یہی رسمیں اور عادتیں تھیں کہ اپنے مولویوں اور درویشوں کی نکالی ہوئی بات کو عین اللہ ہی کا حکم سمجھنا اور باوجود مخالف فرمودۃ الہی و رسول ہونے کے اس بات کو غلط نہ جاننا اور نہ اسے چھوڑنا (یعنی اسے ترک نہ کرنا) اور اللہ و رسول کے کلام کے مقابلے میں اس بات کی سند پکڑنا، اپنے باپ دادا کی رسم و رویہ کو مقدم

کرنا، شرعی مسئلہ کے مقابلہ میں اس کی دلیل اور سند پکڑنا، دنیا کے طمع بازوں کے بڑا ماننے کے خوف سے یا نفسانیت کی راہ سے سچا مسئلہ بیان نہ کرنا، کلام اللہ اور کلام الرسول میں تحریف (کمی بیشی) کرنا، اپنی خواہش سے مسئلہ تاویل تراش لینا، (کسی مسئلہ کی تاویل کر کے اس کو جائز کر لینا) صلح کھل کارویہ اختیار کرنا، اپنی ذات، خاندان، نسب پر فخر کرنا۔ اس میں دون کی لینا، فردوں کو بیان کر کے چلا کر رونا پینٹنا، غم میں سیاہ کپڑے پہننا، قبریں بلندی کی بنانا، قبروں پر یا مقبرے میں اس کی تاریخ وغیرہ لکھنا، مقبرے بنانا، قبروں پر مسجدیں بنانا، وہاں کھانا چڑھانا، باجے اور راگ کو عبادت سمجھنا، نوروز کو ماننا، صفر کے مہینے کے تیرہ دن کو نامبارک سمجھنا، سعادت نحوست ستاروں کی اور دنوں کی ماننا، جن پر یوں کی ماننا کرنا، شگون لینا، بزرگوں کی منتیں ماننا، بزرگوں کی نیاز اچھوتی ٹھہرانا، تصویروں کی تعظیم کرنا اور جس شخص سے معجزہ و کرامت نہ ہو اس کو پیغمبر اور ولی نہ سمجھنا وغیرہ۔

یہ ہزاروں رسمیں اور عادتیں سب یہود اور نصاریٰ اور مجوس اور منافقوں کی اور نکتہ والے اگلے مشرکوں کی ہیں اور سوا اس کے اور ہزاروں رسمیں ہندوؤں کی ہیں کہ لوگوں نے اپنے یہاں رائج کر لیں جبکہ رسول اللہ ﷺ ایسی ہی باتوں کو مٹانے کو اور ایسی ہی رسموں کے دفع کرنے کے لیے آئے اور قرآن نازل ہوا۔ پھر جو شخص ایسی رسمیں اور عادتیں اختیار کرے اور مسلمانوں میں جاری کرے تو وہ شخص اس حدیث کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف سے مفضوب ہے، راندہ گیا، اللہ کے غضب میں گرفتار اور اللہ کے دشمنوں میں شمار ہوا۔

اس مقام پر یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ ایک قسم کی بدعت یہ بھی ہے کہ اگلے کافروں کی رسوم اور عادات اسلام میں جاری رکھنا گویا وہ رسم اسلام میں نئی نکلی۔ بعضے شخص جو شبہ کرتے ہیں کہ جس کام کی صریح بڑائی قرآن و حدیث میں نہیں آئی اس کو ہم کیوں بڑا جانیں؟ سو یہ بات غلط ہے۔ اس لیے کہ جس کام کی ہمیں اللہ اور رسول کی طرف سے اجازت نہ ہوئی وہ کام ہمیں منع ہے۔

بدعتوں سے جماد

((عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللَّهُ فِي أُمَّتِهِ قَبْلِي إِلَّا كَانَ لَهُ فِي أُمَّتِهِ حَوَارِيُّونَ وَأَصْحَابٌ يَأْخُذُونَ بِسُنَّتِهِ وَيَقْتَدُونَ بِأَمْرِهِ إِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوفٌ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ وَ يَفْعَلُونَ مَا لَا يُؤْمَرُونَ فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِبَيْدِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَ لَيْسَ وَرَاءَ ذَلِكَ مِنَ الْإِيمَانِ حَبَّةٌ حَزْدَلٍ.))

[مسلم، بحوالہ مشکوٰۃ باب الاعتصام بالكتاب والسنة]

"سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھ سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو اس کی امت میں بھیجا تو اس کی امت میں کچھ صاف دل لوگ اس نبی کے مددگار اور یار (دوست) ہو جاتے۔ (اب) وہ لوگ اس نبی کا طریقہ (سنت) اختیار کر لیتے اور اس کے نبی (ﷺ) کے حکم کے مطابق عمل کرتے۔ پھر (اس کے بعد) یوں ہوتا کہ بد رویہ لوگ پیدا ہوتے، وہ لوگوں کو ایسی بات اپنانے کو کہتے کہ جس پر وہ خود بھی عمل نہ کرتے تھے اور ایسے کام کرتے کہ جس کا حکم (اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی کی طرف سے) نہ ہوتا تھا تو جس نے ان لوگوں سے اپنے ہاتھ (قوت و طاقت) سے جماد کیا، سو وہ کامل مسلمان ہے اور جس نے ان سے اپنی زبان (تقریر، وعظ، نصیحت وغیرہ) اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی دعوت کے ساتھ جماد کیا، وہ بھی مسلمان ہے اور جس نے ان سے اپنے دل سے (نفرت اور ان کو برا جان کر کہ ان کا طریقہ غلط اور پیغمبر ﷺ کے خلاف ہے) جماد کیا وہ بھی مسلمان ہے اور اس کے بعد (یعنی اگر وہ دل سے بھی برا نہیں جانتا تو پھر اس کے دل میں) رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان موجود نہیں۔"

رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو خبردار کرنے کے لیے سابقہ پیغمبروں کی امتوں :

حال بیان کیا۔ سو رسول اللہ ﷺ کی امت کا بھی یہی حال ہوا کہ آپ کے اصحاب مجتہدین صاف دل، پاک باطن لوگ تھے جو رسول اللہ ﷺ کے مددگار رہتے تھے اور آپ کے حکم کے موافق عمل کرتے تھے۔ ایک مدت کے بعد ایسے لوگ پیدا ہوئے کہ لوگوں کو اور کچھ بتاتے اور خود اور کچھ کرتے ”خود فضیحت بدگیراں نصیحت“ اور ایسے کام کرتے جس کا حکم نہیں ہوا یعنی نئی نئی ایجاد و بدعت کے کام۔ سو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی اُن کے خلاف ہاتھ (قوت، طاقت) سے جہاد کرے کہ اُن کو مارے اور اُن کا وہ بدعت کا کام متغیر کر دے اور توڑ ڈالے اور اس کا کارخانہ درہم برہم کر دے سو وہ کامل اول درجہ کا مسلمان ہے، اور جو کوئی صرف زبان سے بدعت سے منع کرے اور اس کی بڑائی بیان کرے اور بدعتی کو نصیحت اور بدعت کی فضیحت کرے وہ بھی مسلمان ہے مگر دوسرے درجہ کا۔ اور جو شخص اس بدعت کے کام کو دل سے بڑا جانے اور فکر و تدبیر اس کے ذور ہونے کی کرے اور بدعتی سے دل نہ ملائے وہ بھی مسلمان ہے۔ تیسرے درجہ کا ضعیف الایمان اور (جس میں بدعت کے خلاف) اتنا بھی جذبہ نہ ہو اس میں رائی کے دانے برابر بھی ایمان نہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو خود بدعتی موجد بدعات ہو اُس کے ایمان کا کیا ٹھکانا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمان سے جس قدر ہو سکے اس قدر بدعت کے موقوف (ختم) ہونے کیلئے کوشش کرے اور بدعت کے کام کو توڑ دے اور زبان سے بدعتوں کو نصیحت کرے اور بدعت کے عیب بیان کرے اور دل سے بدعت کو بڑا جانے اور بدعتوں سے دوستی اور اتحاد نہ رکھے اور اگر رکھے تو ایمان میں نقصان ہے اور جس قدر بدعت سے بچے اور بدعت کو موقوف کرے اتنا ہی ایمان کامل ہوا۔ اور یہ بھی دریافت ہوا کہ جس کام کا حکم نہ ہوا اگرچہ منافی اور ممانعت بھی نہ ہوئی ہو اُس کام کو کرنا بدعت ہے اور ممنوع ہے۔ مثلاً کہنیوں تک دونوں ہاتھ وضو میں دھونا فرض ہے اور بغلوں تک دھونا صریح منع بھی نہیں تو اب اگر کوئی شخص وضو میں بغلوں تک ہاتھ دھوئے اور جانے کہ میں اچھا کرتا ہوں تو اس کو منع کریں گے کہ وضو میں اس طرح

دونوں ہاتھ دھونے کا حکم نہیں ہوا۔

یا مثلاً اذان میں اول چار دفعہ اللہ اکبر کہنا چاہئے۔ پھر کوئی شخص پانچ دفعہ اگر کہے اور دلیل لائے کہ اذان میں پانچ دفعہ اللہ اکبر کہنا منع نہیں آیا تو اس کو رد کریں گے اور یہی کہیں گے کہ چار مرتبہ سے زیادہ کہنے کا حکم نہیں آیا۔ مثلاً اذان میں اَشْهَدُ اَنْ مَحْشَدًا رُسُوْلَ اللّٰهِ كَيْ سَاْتَهْدُ اَنْ مَحْشَدًا رُسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تُوْاْس كُوْ مَع كَرِيْس كَغْ۔

مثلاً فجر کی دو سنت مقرر ہیں۔ کوئی تین یا چار رکعت سنت فجر کی پڑھے تو اسی طرح اس کو بھی منع کریں گے اور یہی کہیں گے کہ اس طرح سے حکم نہیں ہوا۔ منع کرنے کو یہی دلیل کافی ہے کہ اس کام کی شریعت میں صراحتاً یا اشارۃً اجازت نہیں آئی۔ مگر ہاں! (کوئی نیا) کام کرنے کے کیلئے البتہ دلیل چاہئے اور حکم بتلائے خواہ آیت ہو، خواہ حدیث ہو یا رسول رحمت ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رضی اللہ عنہم کا عمل اور اتفاق ہو۔

سوئی اور حق کا معیار

((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِيَا بَنِي زَمَانَ عَلِيٌّ اُمِّيْنٌ كَمَا اَنْتَى عَلِيٌّ بِنِي اِسْرَائِيْلَ حَذُوْ النَّعْلِ وَالتَّعْلُ بِالتَّعْلِ حَتّٰى اِنْ سَكَرَ مِنْهُمْ مَنْ اَنْتَى اُمَّةٌ عَلَايَةٌ لِّكَانَ فِيْ اُمِّيْنٍ مَنْ يُّصْنَعُ ذٰلِكَ وَاِنْ بَنِي اِسْرَائِيْلَ تَفَرَّقَتْ عَلَيَّ نَلِيْبِيْنَ وَ سَبْعِيْنَ مِلَّةً وَ تَفْتَرِقُ اُمِّيْنٌ عَلَيَّ ثَلَاثٌ وَ سَبْعِيْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَاِحَدَةٌ قَالُوْا مَنْ هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ وَاِنَّهُ سَيَخْرُجُ فِيْ اُمِّيْنٍ اَقْوَامٌ تَتَحَارَى بِيْهِمْ تِلْكَ الْاَهْوَاءُ كَمَا يَتَحَارَى الْكَلْبُ بِصَاحِبِهِ لَا يَتَّقِيْ مِنْهُ عِزْقٌ وَّلَا مَفْصَلٌ اِلَّا دَحْلَةً)) [رواه الترمذی]

”سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کیا : رسول کریم ﷺ نے فرمایا :

میری امت پر ایک ایسا وقت ضرور آئے گا جیسا کہ بنی اسرائیل (یہودیوں) پر آیا تھا۔ جیسے ایک بھتیجی برابری کے (یعنی میری امت کے لوگ ہر طرح سے یہودیوں کے نقش قدم پر بڑا کام کریں گے) یہاں تک کہ اگر بنی اسرائیل میں کوئی ایسا بد بخت ہوا کہ اس نے اپنی ماں سے اعلانیہ طور پر بد کاری کی تو میری امت میں بھی ایسا شخص ہو گا جو ایسا ہی کرے گا اور بنی اسرائیل پھوٹ کر بہتر فرقے ہو گئے..... اور..... میری امت تہتر فرقے ہوگی۔ یہ سب کے سب دوزخی ہوں گے ماسوائے ایک گروہ کے۔ ”تو صحابہؓ نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ ﷺ! وہ گروہ کونسا ہے؟“ آپ نے فرمایا: ”وہ وہ لوگ ہوں گے جو اس طریقہ پر عمل پیرا ہوں گے کہ جس پر (آج) میں محمد ﷺ اور میرے صحابہؓ ہیں اور میری امت سے ایسے لوگ نکلیں گے کہ ان میں بدعتیں ایسے جاری و ساری ہوں گی کہ جیسے جاری ہوتی ہے ہڑک (زہر) کتے کے کانے ہوئے کو کہ نہیں باقی رہتی اس کی کوئی زگ اور نہ کوئی جوڑ گروہ زہر داخل ہو جاتی ہے اس میں۔ (یعنی اثر کرتی ہے)“

یعنی جیسے (ہاؤلے) کتے کے کانے کی بیماری آدمی کے بالکل رگ و ریشہ میں گوشت و پوست، جوڑ بند میں بیٹھ جاتی ہے ویسے ہی ایک زمانہ میری امت پر ایسا آئے گا کہ لوگوں میں بدعتیں جاری ہو جائیں گی۔ عقیدے اور عبادتیں اور وظیفے اور روزے، نماز، صدقہ، خیرات، مراقبے، نئی نئی طرح کے نکلیں گے اور مسلمانوں کے دین میں یہود اور نصاریٰ سے بھی زیادہ پھوٹ پڑے گی کہ ان کے تو بہتر فرقے ہوئے ہوں گے، یہ تہتر فرقے ہو جائیں گے۔ سو ویسا ہی ہوا۔ کوئی خارجی ہوا، کوئی رافضی ہوا، کوئی جبری، کوئی قدری، کوئی معتزلی، کوئی آزاد، کوئی ستر شاہی اور کوئی سنی۔ سو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک میرے اور میرے صحابہؓ کے عقیدے اور طریقے اور رسم و عادات یعنی سنت کے موافق عمل کرنے والا جو فرقہ ہو وہ بہشتی اور جنتی ہے اور باقی سب فرقے جو بدعت کی نئی نئی باتیں نکال کر گروہ متفرق ہو گئے وہ سب دوزخی ہوں

گے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کے اور آپ کے یاروں کے عقیدے اور رسم و عادت اور عبادت کے موافق اپنا عقیدہ اور عبادت اور رسم درست رکھے تو وہ جنتی اور سچا سنی مسلمان سنت کے موافق ہے اور جو شخص ان کے عقیدے اور عبادت اور عادت کے سوا اور طریقے نکالے یا ان کے طریقے میں کچھ کمی بیشی کرے سو وہ اپنے لئے دوزخ کی راہ صاف کرتا ہے۔ ان کے طریقے میں کیا نقصان پایا جو آدمی اور طریقہ نکالے؟ اور پھر مسلمانی کا دعویٰ کرے۔ جو نے نام سے کام نہیں چلتا بلکہ اِزام آتا ہے۔

مؤمن کے صبح و شام کس طرح گزریں؟

((عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنْ قَدَرْتُمْ أَنْ تُصْبِحُوا وَ تُمَسِّئُوا وَ لَيْسَ فِي قَلْبِكُمْ غِشٌّ لِأَخِيٍّ))

[احقر جہ النور مڈی]

”سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے میرے بیٹے! اگر تجھ سے ہو سکے تو صبح و شام اس طرح کرے کہ تیرے دل میں کسی کے خلاف دھوکہ نہ درت (اور میل) نہ ہو۔“

یعنی کینہ اور عداوت نہ ہو (تو اس حال میں اپنی صبح اور شام کے لمحات گزارا پھر فرمایا: ”اے میرے بیٹے! یہ میری سنت ہے اور جس نے دوست رکھا میری سنت کو تو اُس نے مجھی کو دوست رکھا اور جس نے مجھ کو چاہا اور دوست رکھا تو وہ ہو گا میرے ساتھ بہشت میں۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دوستی یہی ہے کہ سنت کے موافق عمل کیجئے اور یہ بھی دریافت ہوا کہ جو شخص سنت کے موافق عمل کرے وہ بڑے مرتبے کا بہشتی ہے کہ بہشت میں پیغمبر ﷺ کے ساتھ ہو گا۔ تو ہر مسلمان طالب بہشت کو چاہئے کہ جس قدر

ہو سکے سنت کو اختیار کرے اور بدعت کو ترک کرے اور بدعت سے بیزار رہے۔
اور ایک سنت یہ بھی ہے کہ شام سے صبح تک اور صبح سے شام تک یعنی مدام کسی
کی عداوت اور کسی سے بغض اور کینہ دل میں نہ رہے۔

یہود و نصاریٰ سے متاثر ہو کر بدعت اختیار کرنا

((عَنْ جَابِرِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حِينَ آتَاهُ عُمَرُ فَقَالَ إِنَّا نَسْمَعُ أَحَادِيثَ
مِنَ الْيَهُودِ فَتُعْجِبُنَا فَتُرَى أَنْ تَكْتُبَ بَعْضُهَا فَقَالَ أُمَّتَهُو كُنُونَ أَنْتُمْ كَمَا
تَهُو كَتَبَ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى لَقَدْ جِئْتَكُمْ بِهَا بَيِّنَاتٍ لَوْ كَانَ
مُؤْنِسِي حَيًّا مَا وَسِعَهُ إِلَّا إِيْتَابِعِي.))

[مشکوٰۃ احررہ احمد والبیہقی]

”سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے نقل کیا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا ”ہم
سننے ہیں باتیں یہودیوں سے سو وہ ہمیں اچھی معلوم ہوتی ہیں۔ کیا آپ ہمیں یہ
اجازت دیتے ہیں کہ ہم اس میں سے کچھ لکھ لیں“ تو رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا : ”کیا تم بھی حیران ہو جیسے حیران ہوئے یہود اور نصاریٰ؟ سو جان لو! میں
تمہارے پاس روشن اور صاف شریعت لایا ہوں۔ ہاں اگر خود موسیٰ رضی اللہ عنہ بھی
آج زندہ ہوتے تو ان کے لیے بھی میری لائی ہوئی (شریعت) کی تابعداری
کرنے کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہوتا۔“

یعنی جس دین میں نقصان ہوتا ہے اور سب احکام نہیں کھلتے تو اس دین کے علما
اور لوگ حیران ہوتے ہیں کہ فلاں کام میں کیا حکم لگائیں اور کیسا فتویٰ دیں اور فلاں
کام کو کیونکر کریں؟ تو وہ لوگ اور دین والے لوگوں سے دیکھ کر ویسا ہی کرتے ہیں جیسے
یہود و نصاریٰ کہ جب انہوں نے اپنے دین میں سب احکام نہ پائے یا دین کے احکام ان
کی سمجھ میں نہ آئے تو اور دین والوں کی باتیں حیران ہو کر سیکھ لیں۔ سو اس دین اسلام
میں اللہ تعالیٰ نے سب احکام بیان کیے اور اس کی تفصیل پیغمبر محمد ﷺ سے بخوبی معلوم

ہوئی اور کسی بات میں اشتباہ اور دھوکا نہ رہا اور اس شریعت میں کسی اور دین کی حاجت نہ رہی اور سب اگلے دین منسوخ ہو گئے۔ اگر اس وقت میں یہودیوں کے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو اس شریعت پر چلتے۔ یہود اور نصاریٰ کس گنتی اور شمار میں ہیں اور کیا چیز ہیں جو ہم ان سے باتیں سیکھیں؟ پھر اگر ہم ان سے دین کی باتیں سیکھیں تو گویا اپنے دین کو ناقص اور ان کے دین کو کامل اور پورا جانیں..... اور اس بات سے ایمان میں نقصان آتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اور دینوں کے علم پڑھنا اور دوسرے دین والوں سے باتیں سیکھنا اور اختیار نہ کرنا چاہئے۔ مگر ہاں! جو کوئی اور دین والوں کی باتیں اس سے پرہیز کرنے اور بچنے کے لیے یا رد کرنے کے لیے دریافت کرے تو یہ اور بات ہے۔ تو ایسا شخص چاہئے کہ پہلے آپ مسلمانی کے دین میں پکا اور مضبوط اور عالم ہو جائے۔ اس زمانہ کے اکثر لوگ اسی سبب سے گمراہی میں پڑ گئے کہ اپنے دین کی تو خبر نہ رکھی اور کچھ رسم و رواج یہود کے اور کچھ نصاریٰ کے اور کچھ ہنود کے سیکھ لیے اور کرنے لگے۔ اور پھر اس کو اپنے دین کی بات جانتے ہیں۔

چنانچہ اکثر جاہل جب نصاریٰ کی پکی قبریں اور اونچی اور اس پر مقبرے، قبے بنے ہوئے اور اس پر تاریخیں اور نام مردوں کے لکھے ہوئے دیکھتے ہیں یا ہندوؤں کی شادی اور موت کی رسوم و رواج دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ایسی باتیں ساری ہمارے دین میں بھی ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ اس دین کے نادانوں نے انہی لوگوں سے یہ باتیں سیکھ لیں اور خود کو ان کے مشابہہ کر لیا اور پھر اگر کوئی نصیحت کرے تو اس سے رد و بدل کرتے اور جھگڑتے ہیں۔

جھگڑالو کون؟

« عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هُدَى كَانُوا عَلَيْهِ إِلَّا أَوْثُوا الْحَدَلَ ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ

﴿ هَذِهِ آيَةٌ (مَا حَضَرْتُمْ لَكَ إِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَبِيلُونَ) ﴾ (۱۱)

[احمد، ترمذی]

”سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی قوم ہدایت پالینے کے بعد گمراہ نہ ہوئی کہ وہ اسی ہدایت (پر جنی تعلیمات) پر ہی کاربند تھی مگر وہ ایک سبب کے باعث گمراہ ہو گئی۔ وہ سبب یہ تھا کہ وہ لڑائی جھگڑے کا شکار ہو گئی۔ پھر رسول کریم ﷺ نے یہ آیت پڑھی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (اے رسول ﷺ) ”تمھ سے کافر بحث (بات چیت) نہیں کرتے مگر جھگڑا کرتے ہوئے بلکہ یہ لوگ تو زے جھگڑا لو ہیں۔“

یعنی جھگڑا اس کو کہتے ہیں کہ آپ ناحق پر ہیں اور حق والے کو مکرانا چاہتے ہیں۔ سو فرمایا کہ دین کے کام جب تک اگلے لوگ حق مانتے رہے تب تک نیک راہ اور ہدایت پر رہے اور جب ناحق بات کو رائج اور جاری کرنے لگے اور حق بات میں چون و چرا کی اور اس کو مکرانے لگے تو گمراہ ہو گئے۔ سو مسلمان کو چاہئے کہ بدعت کے کام پر جھگڑے نہیں اور حق بات کی جو قرآن و حدیث میں لکھی ہو، پیروی کرے اور جو شخص بدعت کے لیے جھگڑے اور بدعت جاری کرے، انجام اس کا گمراہی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے وقت میں اکثر کافر حق بات کو حق ہی جانتے تھے مگر پھر بھی جھگڑتے تھے۔ سو اللہ تعالیٰ نے ان کو قرآن میں فرمایا کہ یہ لوگ زے جھگڑا لو ہیں اور بحث اور گفتگو حق کی تحقیق کے واسطے نہیں کرتے مگر اس واسطے کرتے ہیں کہ حق بات سے مکرالیں۔ سبحان اللہ! ایک مسلمان قرآن و حدیث سے ثابت کرتا ہے کہ یہ کام بدعت ہے لہذا اسے نہ کرنا چاہئے۔ دوسرا اس کے مقابل میں کہتا ہے کہ یہ کام ہمارے باپ دادا سے یا ہمارے پیر یا ہمارے شہر کے لوگ کرتے ہیں، سو ہم بھی کریں گے اور نہ چھوڑیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم اور رسول ﷺ کے حکم کو بزرگوں کی نکالی ہوئی بدعت سے کم تر اور حقیر جانا اور آسان اور سہل کام شریعت کے چھوڑ کر ناحق کی سختی اور تکلیف شاقہ دنیا اور آخرت کی اپنے واسطے گوارا کی اور گمراہی میں پڑ گئے۔

درویشی، پیری فقیری اور صوفیوں کی بدعات

((أَنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ لَا تُشَدِّدُوْا عَلٰی اَنْفُسِكُمْ فَيَشَدَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاِنْ قَوْمًا شَدَّدُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ فَشَدَّدَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ فَيَلْتَلِكْ بَقَايَا هُمْ فِي الصَّوَامِعِ وَالْدِّيَارِ وَرَهْبَانِيَّةٍ اِتَّذَعُوْهَا مَا كَتَبْنَا عَلَيْهِنَّ))

[ابوداؤد بحوالہ مشکوٰۃ، باب الاعتصام بالكتاب والسنة]

”سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے :
 (”شریعت کی مقرر کردہ حدود سے بڑھ کر تم اپنی جانوں پر سختی اختیار نہ کرو
 ورنہ اللہ بھی تم پر سختی روا رکھے گا۔ جس قوم نے اپنے اوپر (بچا) سختی اختیار کی تو
 اللہ تعالیٰ نے بھی ان پر سختی کی۔ انہی لوگوں میں سے آج گرجوں (چرچوں) اور
 دیروں میں (صوفی) لوگ باقی چلے آ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انہوں نے
 جو یہ درویشی ایجاد کی ہے اور بدعت نکالی ہے۔ سو ہم نے تو یہ درویشی ان پر
 فرض نہ کی تھی۔“

یعنی بعضے لوگ یہود اور نصاریٰ میں درویش ہوتے تھے کہ آبادی چھوڑ کر جنگلوں
 میں رہتے، ٹاٹ پینتے، زنجیریں گلوں میں ڈالتے تھے، اپنے آپ کو خوبا بنا ڈالتے تھے تاکہ
 زنا نہ ہو جائے اور جانتے تھے کہ ہم اچھا کرتے ہیں۔ سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ فقیری
 اور اپنے اوپر درویشی جو انہوں نے ایجاد کی سو اس کا ہم نے ان کو حکم نہیں دیا۔ سو
 ہمارے رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو فرمایا کہ جب آدمی مشکل مشکل کام اختیار کرتا
 ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو چھوڑ دیتا ہے، تو وہ اسی مشکل اور سخت کاموں میں پڑا رہتا
 ہے اور اس کی بڑائی اس کی سمجھ میں نہیں آتی۔ سو تم ایسے سخت کام ایجاد نہ کرو کہ تم
 کو اللہ تعالیٰ نے شریعت میں بہت آسان کام بتلائے ہیں، ان کے سوا اپنی طرف سے بغیر
 حکم الہی اور رسول کے سخت اور مشکل کام اپنے اوپر اختیار نہ کرو۔ جیسے شک کے مارے
 کسی مسلمان کا برتن اور پانی اور بدن اور کپڑا ناپاک سمجھنا اور وضو اور غسل وغیرہ میں
 بہت سا پانی خرچ کرنا اور نیت نماز کی زبان سے بار بار کہنا اور ہر عمل کے واسطے بے

سب ہندوؤں کی طرح نہانا اور لوگوں کی صحبت سے پرہیز کرنا اور فلائے فلائے اردو وظیفے معمولی خلافِ سنت ضرور پڑھنا۔ مثلاً جب بدھ کا روز آئے تو اپنے کو ناپاک سمجھ کر نما کر کپڑے بدل کر ایک ورد ایجادی خواہ مخواہ پڑھنا، یا جب قبت بنا کر گدی پر بیٹھے پھر اپنے مکان سے باہر نہ جانا اور اپنی طرف سے طرح طرح کے وظیفے، دُرود ایجاد کرنا اور وظیفہ ایجاد کے موافق قیود اور شرط سے پڑھنا اور نمازِ معکوس پڑھنا اور ہفتہ میں ایک روز گوشت ترک کرنا یا اچھا کپڑا پہننا یا اچھے کھانے کو جو حلال اور طیب ہو نہ کھانا، ایک ترکاری کا ترک کر دینا یا کسی مہینے یا کسی روز مخصوص میں کوئی چیز ترک کرنا یا شادی موت کی رسوم کو لوازماتِ نکاح اور موت کے سمجھ کر خواہ مخواہ بجالانا اور جب تک وہ رسوم اپنے معمول سے نہ ہوں تب تک اس نکاح، شادی، موت کو اچھا نہ سمجھنا اور جب تک وہ لوازمات جمع نہ ہو لیں تب تک ختنہ اور شادی میں دیر کرنا۔

یا مثلاً اپنی وضع اور لباس معمولی خاندانی کے سوا اور وضع اور لباس اور القاب کو اگرچہ مباح اور جائز ہو اپنے واسطے مکروہ سمجھنا یا سال کے بعد ضروری سمجھ کر فلاں بزرگ کا عرس کرنا یا سال کے بعد فلاں فلاں بزرگ کی قبر کی زیارت کو خواہ مخواہ جانا اور اس کے علاوہ ہزاروں باتیں ہیں پھر ایسے ایسے کاموں کو عبادت اور ثواب جاننا حالانکہ یہ سب بدعات ہیں اور لوگوں کی ایجاد (کردہ ہیں)۔ اگلی امتوں کے لوگ ایسے ہی کام کر کے سختی میں پڑ گئے اور اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی مہر اُن سے اٹھالی اور اُن کو اُن کی سختی اور مشکلوں میں چھوڑ دیا۔ سو انہی میں سے کچھ لوگ بعضے خانقاہوں اور چلہ گاہوں اور درگاہوں اور دیروں اور گرجوں میں (اب بھی) باقی ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو چاہئے کہ اپنی طرف سے اپنے اوپر کوئی بات نہ ٹھہرائے۔ جو کلام اللہ اور رسول ﷺ نے عبادت بتلائے وہ عبادت جانے اور بجالائے اور جو چیز حلال و مباح ہے اس کو کھائے اور عمل میں لائے مگر ہاں بعضے امر حلال مباح سے اگر کسی بڑی عمدہ نامور عبادت میں خلل پڑتا ہو یا اس مباح اور حلال سے آدمی گناہ میں گرفتار ہوتا ہو تو ایسی جگہ اس مباح اور حلال کو اتنے ہی مطلب تک ترک کر دے

مگر حلال اور مباح جانتا رہے۔ جیسے بیمار مرض کے خوف سے اچھا ہونے کے لیے طیب کی صلاح کے موافق روٹی، گوشت وغیرہ ترک کرے۔ پھر جب صحت ہو جائے تب کھائے۔

اور یہ بھی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شریعت میں جس کام کا جس قدر حکم ہو اتنا ہی اور ایسا ہی بجا لائے۔ اپنی طرف سے احتیاط تام رکھ کر اور کچھ قید میں نہ بڑھائے :

یعنی کامیابی کی ضمانت

((عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمُ بِهِمَا يَكْتُبُ اللَّهُ لَكُمْ بِهِمَا رِزْقًا))

[مروطا امام مالک 'مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنة]

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چھوڑیں تم میں میں نے دو چیزیں کہ ہرگز نہ گمراہ ہو گے جب تک مضبوط پکڑے رہو گے ان دونوں کو۔ ایک کتاب اللہ دوسری سنت رسول اللہ ﷺ کی۔“

یعنی آدمی کشمکش میں گرفتار رہتا ہے۔ دنیا اپنی طرف بلائی ہے، شیطان اپنی طرف کھینچتا ہے۔ باپ ماں اپنے رویہ پر چلانا چاہتے ہیں اور بادشاہ امیر اپنے رویہ پر اور استاد پیر اپنے طریقہ پر اور دوست یا ر اپنی وضع پر اور بیوی و اولاد اپنی مرضی کے موافق آدمی کو چلانا چاہتے ہیں جبکہ آدمی کو ان سب سے حاجتیں درپیش ہیں۔ سو اللہ تعالیٰ نے کلام اللہ میں اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے دنیا کمانے کے اور شیطان کے دفع کرنے کے حیلے اور اسباب اور ماں باپ کی تابعداری کی طرح اور بادشاہ اور امیر کی فرمانبرداری کی وضع اور استاد اور پیر کی پیروی کا طریق اور دوست آشنا کی دوستی نبھانے کے انواع اور بیوی، بچوں کے حقوق سب مفصل بیان کیے۔ تو جب تک آدمی اللہ کی کتاب قرآن اور رسول اکرم ﷺ کے رویہ اور طریق کو مضبوط پکڑے، اللہ کی رستی کو کسی حال میں

نہ چھوڑے تب تک ہرگز گمراہ نہ ہوگا اور اگر قرآن کو اور رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ دے تو دنیا داری کے سبب ماں باپ کے رویہ اور رسوم پر چل کر یا بادشاہ، امیروں کی فرمانبرداری کر کے یا استاد پیر کے بھکانے سے یا دوست آشنا کے اغوا سے یا اپنی بیوی کی تابعداری سے گمراہ ہو جائے اور جو قرآن و سنت کو مضبوطی سے اختیار کرے گا تو ان سب کا کتنا اسی بات میں مانے گا جو کتاب اللہ اور سنت کے موافق ہو اور اگر موافق نہیں تو ہرگز نہ مانے۔

بڑی کم بختی اس کی جو عیسیٰ ﷺ کو چھوڑ کر دجال کے پیچھے جائے اور زیادہ تر بد نصیبی اس کی جو اللہ ہادی مطلق اور محمد رسول اللہ ﷺ رہنمائے برحق کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا پیشوا بنائے۔

نبی ﷺ کے یاروں کا بن یار

((عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ مَنْ كَانَ مُسْتَشْفًا فَلْيَسْتَشِرْ بِمَنْ قَدَّمَاتِ فَإِنَّ الْحَيَّ لَا يُؤْمِنُ عَلَيْهِ الْفِتْنَةُ أَوْلِيكَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ كَانُوا أَفْضَلَ هَذِهِ الْأُمَّةِ وَأَبْرَهَا قُلُوبًا وَأَعَمَّقَهَا عِلْمًا وَأَقْلَبَهَا تَكَلُّفًا إِنْخَارَهُمُ اللَّهُ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهِ وَلِإِقَامَةِ دِينِهِ فَاعْرِفُوا فَضْلَهُمْ وَاتَّبِعُوهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَتَمَسَّكُوا بِمَا اسْتَظَعْتُمْ مِنْ أَخْلَاقِهِمْ وَبِسَبْرِهِمْ فَإِنَّهُمْ عَلَى الْهُدَى الْمُسْتَقِيمِ))

[مشکوٰۃ باب الاعتصام بالكتاب والسنة]

"سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جس کو اچھا رویہ کرنا ہو اور سیدھی راہ چلنا ہو تو چاہئے کہ وہ راہ چلے اور پیروی کرے ان کی جو فوت ہو گئے، اس لیے کہ زندگی پر فتنہ سے امن نہیں۔ سو وہ لوگ اصحاب محمد ﷺ کے تھے کہ وہ افضل تھے اس امت میں اور نیک تر تھے دلوں سے اور نہایت دُور اندیش تھے از روئے علم کے اور بہت کم تکلف کرنے والے تھے کہ اختیار کیا تھا ان کو اللہ

تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت کے لیے اور اپنے دین کو قائم کرنے کے لیے اور ان کی فضیلتوں اور عنکبوتوں کو پہچانوں اور مضبوطی سے پکڑ لو ان کے اخلاق اور عادتوں کو اپنی استطاعت کے مطابق اس لیے کہ وہ یقینی طور پر سیدھی راہ پر گامزن تھے۔

یعنی نئی نئی راہیں اور رویہ نہ نکالو اور جس کو نیک راہ چلنا ہو تو پیغمبر ﷺ کے یاروں کے قدم پر قدم رکھ کر چلے اور انہیں کی رسوم اور عادتیں خوب مضبوط ہو کر اختیار کرے۔ اس لئے کہ وہ لوگ نہایت صاف باطن اور پاک دل تھے اور ان کو علم میں نہایت فہم تھا، فراست اور سمجھ تھی کہ دور کی بات سوچتے تھے اور تکلف ان میں نہایت کم تھا اور ظاہر داری کم کرتے تھے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کا ان کو مصاحب بنایا تھا کہ ان سے دین قائم ہو۔ سو ان کی بزرگیاں اور خوبیاں دریافت کرو اور وہ صراطِ مستقیم پر تھے۔ بعد ان کے جوں جوں پیغمبر ﷺ کا زمانہ دور ہوتا گیا پچھلے لوگ جو پیدا ہوتے گئے ان کے کاموں میں شیطان اندازی دخل کرتا گیا۔ اور نفساں تیں پیدا ہوئیں اور اختلاف بہت سا پڑا۔ سو مسلمان کو اپنے وقت میں یونہی مناسب ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی راہ کو جو سب سے افضل اور پاک باطن اور بے تکلف اور سب کے سب اصل جاری کرنے والے دین کے تھے، اختیار کرے اور نئی نئی باتیں نہ نکالے اور ان کی نکالی ہوئی راہ پر نہ چلے ورنہ تو موت اور قیامت نزدیک ہے۔ مرنے کے بعد اور قیامت کو سب حال معلوم ہو جائے گا۔

حوضِ کوثر پر پہنچ کر تشنہ لب رہ جانے والے کون؟

((عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنِّي فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ مَنْ مَرَّ عَلَيَّ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَطْمَئِنَّ أَبَدًا لَيَرَوَنَّ عَلَيَّ أَقْوَامًا أَعْرَفُهُمْ وَيَعْرِفُونَنِي ثُمَّ يَحَالُ تَبَنِي وَيَتَنَّهُمْ فَأَقُولُ إِنَّهُمْ مَبْنِي فَيَقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَخَذَ ثَوَابُكَ فَأَقُولُ سُخْفًا سُخْفًا لِمَنْ غَيْرِ

[تغلیبی، ۱۰] [منفق علیہ، مشکوٰۃ باب الحوض والشفاعة]

”سیدنا سئل بن سعد بن ہشیر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :
”میں تم سب سے آگے حوض کوثر پر جاؤں گا۔ جو شخص میرے پاس پہنچے گا
حوض کوثر سے جام پئے گا اور جو ایک بار پئے گا ہرگز کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ البتہ مجھ
پر وارد ہوں گے کئی فرقے کہ میں ان کو پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھے پہچانتے ہوں
گے۔ پھر (اچانک) ایک پردہ حائل ہو جائے گا میرے اور ان کے درمیان، تو
میں کہوں گا کہ : یہ تو میرے (امت) ہیں (یعنی ان کو حوض پر آنے دو) تو
جواب ملے گا : (اے رسول ﷺ!) تو نہیں جانتا کہ ان لوگوں نے (حیری
وفات) کے بعد دین میں کیا کیا نئی باتیں نکالی تھیں۔“ تب میں محمد (ﷺ)
کہوں گا : ”ذور کرو ان کو مجھ سے، ان کو مجھ سے دور کر دو کہ جنہوں نے
میرے (دنیا سے جانے کے) بعد دین کو ہی بدل ڈالا۔“

یعنی روزِ قیامت کو جب آفتاب میل برابر نزدیک ہوگا اور دوزخ سامنے آئے گی تو
نہایت گرمی کی شدت ہوگی اور لوگوں کو پیاس لگے گی اور وہاں ایک حوض ہوگا کہ جس
کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شمد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ سرد ہوگا۔ اس
حوض پر ہمارے رسول محمد ﷺ آگے جا کر ٹھہریں گے اور جو پیاسا ادھر جائے گا اس کو
پانی پلائیں گے۔ تو وہ پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا۔

اس اثناء میں بدعتی لوگ بھی جنہوں نے دین کے کام میں نئی نئی باتیں اور رسمیں
نکالی تھیں اور سنت اٹھا کر بدعت ایجاد کی تھی، حوض کوثر پر جائیں گے۔ تو بسبب اس
کے کہ وہ کلمہ پڑھتے تھے اور نماز، روزہ ادا کرتے تھے (ان کے پانچوں کلیاں وضو کی
جگہیں روشن ہوں گی۔ انہی) نشانیوں سے پیغمبر ﷺ پہچانیں گے کہ یہ میری امت میں
ہیں اور وہ لوگ بھی رسول اللہ ﷺ کو پہچانیں گے کہ یہ ہمارے پیغمبر ہیں۔ اس عرصہ
میں فرشتے ایک پردہ اُن بدعتیوں کے درمیان آڑ کر دیں گے اور حوض پر رسول اللہ
ﷺ کے پاس اُن کو نہ جانے دیں گے۔ رحمۃ العالمین ﷺ یہ حال دیکھ کر فرشتوں سے

فرمائیں گے کہ یہ تو میری اُمت کے لوگ ہیں ان کو کیوں روکتے ہو؟ وہ فرشتے عرض کریں گے: آپ کے بعد ان لوگوں نے دین میں نئی نئی باتیں نکالی تھیں کہ وہ آپ کو معلوم نہیں۔ تو آپ یہ بات سن کر ان سے ایسے ناراض اور بیزار ہو جائیں گے کہ باوجود اس خلقِ عظیم کے ان لوگوں کے حق میں فرشتوں سے ایسی آفت کے وقت میں کہ یہ پیاسے اور محتاج ہوں گے قیامت کے میدان میں فرمادیں گے کہ دُور کرو ان کو دُور کرو کہ انہوں نے میرے بعد دین میں نئی نئی باتیں نکال کر دین کی صورت بدل دی۔ گویا دین ہی اور کر دیا۔ بلکہ اصل دین میں خلل آگیا اور جس واسطے اللہ تعالیٰ نے پیغمبر ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا تھا کہ بدعت اُٹھادیں سو انہوں نے اور بھی بدعتیں ایجاد کیں۔ یہاں پر ایک اور بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن لوگوں کی ہدایت کے واسطے پیغمبر ﷺ کی معرفت بھیجا اور دین و دنیا کی سب باتیں مجمل اور مفصل قرآن میں بیان کر دیں اور پیغمبر ﷺ نے اس کے بموجب عمل کر کے دکھلادیا اور مجمل بات کو مفصل کر کے بتلادیا۔ جب قرآن تمام ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے دنیا سے جانے کے دن قریب ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَنْصَحْتُ عَلَيْنَكُمْ بَعْدَئِي وَرَضِيْتُ لَكُمْ

اَلْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾ [المائدہ ۵ / ۳]

”آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔“

یعنی قرآن میں سب باتیں تمہارے کام کی صاف صاف کہہ دیں اور دین کو پورا اور کامل کر دیا اور نعمت اللہ کی جو قرآن کا نازل ہونا تھا سو پورا ہو چکا۔ اس کے بعد اگر کوئی (شخص دین میں) کچھ بات بڑھائے اور نئی راہ نکالے تو وہ بات قرآن سے باہر ہے اور اللہ کے فضل سے دُور اور دینِ اسلام سے بعید اور یا کوئی قرآن کے حکموں میں سے کوئی بات گھٹائے اور کم کرے تو دین میں جس کو اللہ تعالیٰ نے پورا اور کامل کیا تھا نقصان کیا اور اللہ کا فضل کم کر دیا۔

قصہ مختصر جب رسول رحمت ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ عنہم دنیا سے تشریف لے گئے اور قرآن کا علم کم ہوتا گیا اور نئے لوگ پیدا ہوتے گئے اور دین میں نئی نئی باتیں نکالتے گئے پھر بعد میں جو لوگ پیدا ہوئے ان نئی باتوں کو اپنے بزرگوں کی راہ و رسم جان کر اس دین کی بات ان رسوں میں ملاتے گئے۔ پھر اب ایسا ہو گیا کہ وہ رسم و رسوم اور دین کی بات مل کر ایک بات ٹھہر گئی (یعنی دین اور رسومات یکجا مل کر ایک ہی ہو گئے ہیں) اور احمق لوگ اس دین کی بات اور مسلمان کا کام سمجھنے لگے۔ تو دین جیسا اُس وقت میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے تھا جس وقت یہ آیت نازل ہوئی اب ویسا نہیں رہا۔

مثلاً ختنہ کرنا سنت ہے اور اس میں کچھ اور اسباب اور سلمان نہیں چاہئے اور آپ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت میں اسی طرح بے تکلف بچوں کے ختنے ہوا کرتے تھے پھر پچھلے لوگوں نے اس میں نئی نئی پچیں نکالیں۔ اور چھڑکے کپڑے اور سرا اور باجا اور راگ ایجاد کیا۔ پھر اب کے جاہل ان سب کاموں کو ختنے کے لوازمات سے سمجھتے ہیں اور مفت میں بدعت کو ایک کر دیا۔ علی ہذا القیاس نکاح وغیرہ میں بدعتیں ایجاد کر کے نیک کام اور بد کو ملا کر ایک ہی ٹھہرا لیا اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ جو نیک بخت موافق سنت رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے رویہ کے مہمل کرے اور کچھ رسوم و رواج نہ کرے تو لوگوں کے نزدیک اس کام کا اعتبار نہ ہو اور کعبنت بدعتی اور جاہل اس پر نہیں اور طعن کریں۔

اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو بدعات سے بچا کر سنت کے موافق عمل کرنے کی توفیق بخشے، آمین یا رب العالمین۔

بدعات القبور

اس باب میں ان آیتوں اور حدیثوں کا ذکر ہے جن سے ان بدعتوں کی برائی ثابت ہو رہی ہے کہ جو بدعتیں قبروں سے متعلق ہیں۔ سو جاننا چاہئے کہ اصل زیارت قبر کی بغیر قید لگائے (یعنی متعین کئے بغیر) دن، تاریخ، سال اور اجتماع کے، مرد کے لئے جائز اور مستحب بلکہ سنت ہے، کہ قبروں کو دیکھنے سے موت اور آخرت یاد آئے اور دنیا کی محبت (دل سے نکل) جائے۔ سوائے اس نیت کے اور کسی نیت سے قبروں کی زیارت کو جانا اور دُور دراز سے سفر کر کے جانا، دن اور وقت اور تاریخ کی قید لگانا (متعین کرنا) میلہ اور اجتماع قبروں پر کرنا، وہاں چراغ جلانا، قبر کے سبب قبرستان میں مسجد بنانا، عورت کا قبر کی زیارت کو جانا، قبر پر چادریں ڈالنا، قبروں پر (چونا) گچ کرنا، مردوں کی تاریخیں (تاریخ پیدائش و تاریخ وفات وغیرہ) اور مقبروں یا قبروں پر آیتیں وغیرہ لکھ دینا، قبروں پر مقبرے بنانا، قبر ایک بالشت سے اونچی بنانا، قبر کے پاس بہتر جان کر نماز پڑھنا، قبروں کے مجاور بن کے بیٹھنا، قبروں کے ساتھ وہ معاملہ کرنا جو مسجد کے لیے مخصوص ہے۔ قبر کے پاس سرود اور لبو کے کام جو کہ عید میں چاہئیں، ان مردوں کی خوشی جان کر کرنا، یہ سب کام مکروہ، حرام اور بدعت ہیں۔

جو لوگ ان کاموں کو کرتے ہیں تو اکثر اس سبب سے کرتے ہیں کہ وہ بزرگوں کو اپنا حاجت روا اور مشکل کشا جانتے ہیں تو ان سے حاجتیں اور مرادیں مانگتے ہیں۔ سو ان مردوں کی خوشامد کے لیے یہ کام کرتے ہیں اور حقیقت میں حاجت روا اور مشکل کشا

سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں۔ وہ بزرگ خود اللہ کے محتاج تھے اور ہر امر میں اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کرتے تھے، اور یہی ان میں بزرگی تھی، کہ وہ ہر امر (ہر کام) ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ ہی کی طرف متوجہ رہتے تھے۔ سوا اللہ تعالیٰ کے فیروں کا انکار کرتے تھے، پھر وہ کیونکر حاجت روا اور مشکل کشا ہو گئے۔

قبر پرستی اصل میں یہود و نصاریٰ کا شیوہ ہے

ان کاموں کی اصل یہود اور نصاریٰ سے ہے، کہ وہ اپنے پیغمبروں اور بزرگوں سے جب وہ مر جاتے تھے تب ان کی قبریں سنگین چونا کاری کی بنا کر ان کے ساتھ ایسی پرستش کے کام کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے :

﴿ قُلْ يَا هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَيَّ كَلِمَةٌ سَوَاءٌ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ﴿١٣﴾ ﴾ [آل عمران 3 / 13]

”اے رسول! اللہ کے راستے کی دعوت دیجئے اور ان عیسائیوں اور یہودیوں سے کہہ دیجئے اے اہل کتاب! ایک ایسی بات کی طرف آؤ کہ جو ہم میں اور تم میں مسلم اور مشرک ہے (وہ یہ ہے کہ) ہم اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ ایک دوسرے کو اپنا رب نہ بنائیں۔ اگر یہ لوگ اس بات سے منہ موڑیں تو (اے ایمان والو!) کہہ دو کہ تم گواہ رہنا کہ ہم تو (فقط) مسلمان ہیں۔“

یہودی عزیر رضی اللہ عنہ کو اللہ کا بیٹا کہتے اور یہ جانتے کہ وہ اللہ کے یہاں کارندہ مختار ہیں، جو چاہیں سو کریں۔ پھر ان کی روح کو پوختے اور ان سے منتیں اور مرادیں مانگتے اور جو عالم یا درویش اچھا نامی (سبکی میں مشہور) ان میں مرنا تو اس کی روح کو اور قبر کو پوختے، قبر کے پاس مسجدیں بناتے اور وہاں نماز پڑھنا زیادہ ثواب جانتے اور وہاں مراقب

ہو کر بیٹھتے۔ جبکہ نصاریٰ (عیسائی) عیسیٰ ﷺ کو اللہ کا بیٹا بتاتے اور اپنی دانست میں عیسیٰ ﷺ کو یہودیوں نے جس مقام پر سُولی دیا ہے اس مقام پر اور انطاکیہ میں عیسیٰ ﷺ کے یار (صحابی) یوحنا کی قبر پر میلہ کرتے تھے۔ جو عالم، مولوی، درویش ان میں مرنا تو اس کی اُوچی بلند چنتہ قبر اور نمایاں مسجد بناتے۔ (وہاں) روشنی کرتے اور نبیوں، ولیوں کی قبروں پر مراقب (مراقبہ کر کے) بیٹھتے تھے۔ یہود اور نصاریٰ دونوں اپنے پیغمبروں اور بزرگوں کو اللہ کا کارندہ مختار، اپنا حاجت روا اور مشکل کشا جانتے اور ان کے عالم مولوی درویش جو بات کہہ دیتے اس کو یہ اللہ کا حکم سمجھتے اور اس کی تحقیق نہ کرتے۔ ان کے ان عقائد کو اللہ تعالیٰ نے شرک قرار دیا اور یوں بتایا کہ یہ تمہارے پیغمبر، عالم اور درویش تم میں سے آدمی ہی تو تھے، تو پھر تم ان کو اپنا رب، پرورش کنندہ، اصل فیض رساں کیوں سمجھتے ہو؟ اس طرح ان بزرگوں کو ماننا نہ تورات اور انجیل اللہ کی کتاب میں لکھا ہے نہ ان پیغمبروں نے کہا ہے۔ پھر اپنی طرف سے کیوں ایسے شرک کے کام کرتے ہو؟

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بھی مسلمانوں کو یہی حکم کیا کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کی عبادت نہ کرو اور کسی سے سوائے اللہ تعالیٰ کے حاجتیں نہ مانگو، سو ہماری کتاب قرآن اور یہود اور نصاریٰ کی کتاب تورات و انجیل کا مطلب (حکم) اس مقدمہ میں ایک ہی تھا، مگر یہود و نصاریٰ اپنی کتاب کے موافق عمل نہیں کرتے تھے۔ سو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں پیغمبر ﷺ سے فرمایا کہ اے میرے پیغمبر! یہود و نصاریٰ سے کہہ دو کہ اے کتاب والو!..... سوائے اللہ کے اوروں کی روحوں اور قبروں کا پوجنا (عبادت کرنا) چھوڑو اور سیدھی بات پر آؤ۔ جو بات ہماری کتاب، قرآن اور تمہاری کتاب تورات اور انجیل دونوں کے موافق ہے، کہ ہم اور تم سوائے اللہ کے کسی پیر، پیغمبر، ولی، درویش، جن، بھوت، درخت اور قبر وغیرہ کی بندگی (پوجا) نہ کریں، کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ ٹھہرائیں اور کوئی آدمی کسی آدمی کو اپنا رب اور پرورش کنندہ اصل فیض رساں نہ ٹھہرائے۔ پھر اے پیغمبر ﷺ!..... اگر یہود اور نصاریٰ اس بات کو قبول نہ کریں اور پیغمبر اور بزرگوں کی روح اور قبروں اور بزرگوں کی نشانیوں کا پوجنا نہ چھوڑیں تو تو ان سے

کہہ دے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا حکم مانتے ہیں، تم بھی (اس بات پر) گواہ رہو۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی پیر اور پیغمبر کو اس طرح ماننا اور اپنا حاجت روا اور مشکل کشا سمجھنا اور ان کی قبروں پر حاجت روائی کیلئے جانا، اللہ تعالیٰ کی سب کتابوں کے خلاف ہے، کسی شریعت میں اس کا حکم نہیں اور یہ شرک ہے۔ یہ یہود و نصاریٰ کی ایجاد ہے لیکن موجودہ جاہل مسلمان وہی کام اپنے پیغمبروں اور بزرگوں کی روحوں اور قبروں کے ساتھ کرنے لگے۔ اگر سمجھائیے کہ یہ بات قرآن کی رو سے منع ہے تو وہی تباہی و لیلیں لاتے ہیں، اپنے بعض بزرگوں کے کلام کو قرآن کے مقابلہ میں سند پکڑتے ہیں، تو اب ان سے بھی یوں ہی کہنا چاہئے کہ جو بات ہمارے تمہارے دونوں کے نزدیک ثابت ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کی بندگی نہ کرنی چاہئے۔ اسی بات کی طرف آ جاؤ کہ ہم اور تم دونوں اللہ ہی کی عبادت کریں اور سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو اپنا حمایتی اور مشکل کشا اور حاجت روا نہ سمجھیں اور کسی خورد و بزرگ کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور سوائے اللہ کے کسی کو اپنا پرورش کنندہ، فیض رسل نہ جانیں۔ پھر اگر یہ لوگ مانیں تو ہو المراد اور اگر نہ مانیں اور اس طرح بزرگوں کا پوجنا نہ چھوڑیں تو ان سے کہنا چاہئے کہ ہم تو اللہ کے حکم کے تابع ہیں، ہم نے اس کا حکم نہ مانا، تم بھی گواہ رہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

تمام رسول اللہ کی پرستش کی تعلیم دیتے رہے

اللہ عزوجل فرماتے ہیں :

﴿ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكْتُوبَ إِلَهُكَ وَالْحُكْمَ وَالْتِبَاةَ ثُمَّ يَقُولُ

لِلنَّاسِ كُفُونًا عِبَادًا لِي مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ كُفُونًا زَاهِقِينَ بِمَا كُنْتُمْ

تُعَلِّمُونَ الْكُفْبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ ﴿٤٩﴾ [آل عمران ٤٩]

”کسی بشر کو یہ زیب نہیں دیتا کہ جب اللہ تبارک و تعالیٰ اس کو کتاب، حکم اور

نبوت عطا فرمائے تو پھر وہ لوگوں سے یہ کہے کہ تم اللہ کے علاوہ میرے بھی بندے بن جاؤ بلکہ (وہ تو یہی کہے گا کہ) تم خاص اللہ تعالیٰ کے بندے بنو۔ اس وجہ سے کہ تم اللہ کی کتاب کو پڑھاتے بھی رہتے ہو اور پڑھتے بھی رہتے ہو (تو وہ اللہ کی کتاب کے خلاف تم کو اپنا بندہ بننے کے لیے کیسے کہہ سکتا ہے)۔"

یعنی جس آدمی کو اللہ تعالیٰ نے عقلمندی اور پیغمبری دی اس سے یہ ہرگز نہ ہو سکے۔ اس کا یہ کام نہیں کہ لوگوں سے یہ بات کہے کہ تم اللہ کو چھوڑو اور میری بندگی کرو اور مجھی کو مانو۔ میں تمہارا مشکل کشا اور حاجت روا ہوں، اللہ نے مجھے مختار کر دیا ہے۔ میری پرستش کرنے سے اللہ کی بندگی کی حاجت نہیں رہتی۔ لیکن ہاں عقلمند اور پیغمبر لوگوں سے یہی بات کہتے ہیں کہ تم رب کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور ربانی (اللہ والے) بن جاؤ۔ جیسے تمہاری کتاب میں لکھا ہے کہ وہ کتاب سکھاتے ہو اور خود اس کتاب میں یہی مضمون پڑھتے ہو۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ کسی عقلمند اور پیغمبر کا یہ حکم نہیں کہ اللہ کو چھوڑ کر پیغمبر اور بزرگوں کی پرستش (عبادت) کرو اور نہ کسی عقلمند اور پیغمبر کا یہ مرتبہ اور مقدور ہے (یعنی نہ ان کو یہ قدرت و طاقت ہے) کہ وہ لوگوں سے ایسی بات کہہ سکے کہ اللہ کے سوا میری پرستش کرو اور سب پیغمبر اور عقلمند لوگوں سے یہی کہتے آئے ہیں کہ اللہ کی طرف متوجہ ہو جاؤ، اسی کو اپنا مالک اور رب، پرورش کنندہ، حاجت برآرندہ سمجھو۔ پھر اگر اب کوئی شخص اس مضمون کی حدیث یا کسی بزرگ کا قول نقل کرے کہ سوائے اللہ کے اور کسی بزرگ کی بھی بندگی درست ہے یعنی جو کام اللہ کی عبادت کے ہیں ان کاموں میں سے کسی کام کو اور کسی کیلئے بھی کرنا درست بتائے، سو وہ غلط ہے۔ پیغمبر یا کسی عقلمند کا فرمان خلاف حکم اللہ ممکن نہیں۔ اگر وہ الفاظ فرمانا ثابت ہو تو اس کے معنی ہی کچھ اور ہوں گے۔ غرضیکہ یہ جو اس زمانہ میں لوگ مردہ بزرگوں کو اس طرح مانتے ہیں کہ اپنی حاجت برآنے کی منتیں مانتے ہیں اور قبروں پر نذر و نیاز چڑھاتے ہیں اور منزلوں سے سفر کر کے جاتے اور قبروں کو چومتے ہیں۔ سو ان کاموں سے وہ بزرگ خوش نہیں اور انہوں نے یہ بات نہیں کہی۔ (یعنی انہوں نے

ان کا وہی تعلیم آتھیں لیسواں

مشرکوں کے خلاف جہاد کی گواہی اللہ کے حضور

اللہ تعالیٰ سے فرمایا

وَإِذِ ابْنُ الْمَدْيَنَةِ جَلَسَ إِلَىٰ مَرْيَمَ ۖ إِنَّهَا لَأَبْلَغُ النَّاسِ إِعْدَاءً لِي وَآمَنَ
بِهِمْ مَرَّةً دُونَ اللَّهِ فَإِنَّ سَحَابَكَ مَا يَكُونُ لِي إِذِ الْقَوْلُ مِنِّي لَأَمْرٌ
لِّجَلِّ أَنْ كُنْتُ لَلنَّاسِ لِقَاءً عَسَاةً يَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا يَخْلَعُ مَا فِي
بَيْتِكَ إِنَّكَ سَاءَ عِدْلًا الْعِيَابِ ۗ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنْ
عَبُدُوا اللَّهَ رِجْئِي ۖ إِنَّكُمْ وَكُنْتُمْ عَلَيْهِمْ شُهَدَاءَ مَا مَشَرْتُم مَعَهُمَ
لَا تَدْرِيونَ كُنْتُمْ عَلَيْهِمْ شُهَدَاءَ أَنْ تَتْلُوا عَلَيْهِمْ حَتَّىٰ تَمُوتُوا
بِأَنفُسِكُمْ كَذِبًا أُولَٰئِكَ يُعَذِّبُهُمْ اللَّهُ وَيُؤْتِي اللَّهُ مَن يَشَاءُ
مَالَهُ الْغَيْبُ لَا يَسْتَدْرِيكُم بِشَيْءٍ مِّنْهُ إِلَّا بِمَا تَعْلَمُونَ ۗ

اور جب وقت چل گیا اور اسے اللہ تعالیٰ قیامت سے ان کو ڈرانے لگا اور اسے
جیسی مریم سے پیدا کیا تو اسے انہوں سے ماخوذ اور میرے بعد اچھے اور برے
والدہ کو اس سے علاوہ اور کچھ نہیں ہے اور ان کے " " سے اللہ تعالیٰ سے
اور اسے مجھ سے میرے لیے یہ جیسے عمل تھا کہ میں ان کی بات کرتا کہ اس نے
میں سے اچھے وہی بن گیا اور میں نے کہا کہ وہ کافر تھے تو میرا اور کام
ہو گا کہ میں نے ان کو اللہ سے لے کر میرے اور میں نے انہیں میں نہیں سنا کہ
تو ہے اور میں نے اسے اللہ سے لے کر ان سے لے کر ان سے لے کر اور صرف انہی
ہی اللہ سے میں نے ان سے لے کر ان سے لے کر ان سے لے کر ان سے لے کر ان سے
تو اور ان سے لے کر ان سے لے کر ان سے لے کر ان سے لے کر ان سے لے کر ان سے
سے اور اسے اللہ سے لے کر ان سے لے کر ان سے لے کر ان سے لے کر ان سے لے کر ان سے
سے لے کر ان سے لے کر ان سے لے کر ان سے لے کر ان سے لے کر ان سے لے کر ان سے

ہر جگہ سے جانم سے آ کر، تو اچھی سزا سے تو یہ مجھے سنبھلے ہیں اور اگر تو ان کو
مخالف کر کے تو سب کچھ تو غالب اور عظمت و انار سے ابھری تو اپنی عظمت کے
ظلموں کو چھوڑ کر لے سولے پھر بھی لڑ سکتا ہے۔

جیسی جینے بغیر باپ کے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے پیدا ہونے اور ان کے ہاتھ سے
مرا سے زندہ ہونے اور ملازم زاد اللہ سے آنکھوں والے اور کوزھی پٹنگے اتند رست ا
ہوئے یہ معجزہ دیکھ کر نصاریٰ ان کو اللہ کا بیٹا اور ان کی ماں مریم کو اللہ کی زوجہ بننے
لگے اور یہ جانتے کہ یہ دونوں اللہ کے یہاں مختار ہیں جس سبب کے جو چاہیں سو کریں یہ
بات سمجھ کر ان سے مرادیں مانگنے لگے اور یہ وہاں نے اپنے گنہگاروں میں جیسی جینے کو سونپ
یا سو یہ نصاریٰ اس سولی کی شکل بنا کر اس کی تعظیم کرنے لگے اور ایسا کر کے یہ سمجھتے
ہیں کہ اللہ ان باتوں سے خوش ہوتا ہے سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ روز محشر کو اللہ تعالیٰ
جیسی جینے سے پچھلے گا کہ تم نے نصاریٰ سے کیا تھا کہ تم لوگ مجھے اور میری ماں کو
سوا سے اللہ کے معبود مقرر کر اور اپنی حالتیں اور مرادیں مانگو اب میں جینے کو سونپ
یسا کہ بھلا اللہ! میری لیا طافت اور مجال ابو تمہری شان میں اٹھوں اور ایسی
بات لوگوں سے کہوں جو میرے اہل حق نہیں ہیں تو اس لئے کہ رسول انہوں کو لوگوں کو
اللہ کی طرف رجوع کرواؤں نہ یہ کہ اللہ کی طرف سے ان کو لوگوں کی اپنی طرف
رجوع کرواؤں اپنی ہی پوجا کرواؤں اور خود ہی معبود بنوں میں تو بشر ہوں اگر میں نے یہ
بات ہی ہوگی تو تم سے دفتر میں لکھی ہوگی اور تجھ کو معلوم ہوگی بلکہ میرے دل میں
بھی یہ خیال نہ آیا تھا کہ کوئی مجھ کو پوجے گا میرے دل میں ہے وہ تو خوب جانتا ہے
میں آدمی ہوں اور وہ معجزے (مجھ سے) ظاہر ہوئے ہیں وہ تو ہی میرے ہاتھوں سے لڑا
تھا اور مجھ کو تو وہ بھی نہیں معلوم وہ تو ہے ہی میں ہے پھر اور پھر مجھ سے ایسا بن آنے
اور میرے دل کی جیسی بات تو ہی جانتا ہے اور میں نے ان لوگوں سے وہی بات ہی
کہی جو تو نے علم کیا تھا کہ بندگی اللہ ہی کی کہ وہ میرا تمہارا دونوں کا الٰہ رب ہے
میرے آسمان پر اللہ نے جاننے کے بعد ان لوگوں نے مجھ کو اور میری ماں کو پوجا اور

یہ پیش لی اور جب حکم میں دیا میں ان سے نہیں ہوا اور اب تم ان کے حال سے
 نہیں آ رہے اور ان کو نیک راہ تو سیدھی سمجھاتا رہا پھر اب تو نے مجھ کو اپنی طرف پھیر لیا
 اور میں اس میں پرتیا پھر مجھ کو خبر نہیں کہ اسوں نے میرے بعد کیا کیا اس کی قسمی کو خبر
 ہوتی اس لیے کہ ہر چیز سے تو خبر دار ہے مجھ کو لیا خبر اب اگر تو ان لوگوں کو اب
 کہے تو یہ تم سے بندے ہیں مجھ کو پھر اعلیٰ نہیں نہیں ان کو پچھائیں سکتا اور ان کی
 سماعت نہیں ہو سکتا ہوا ان سے کہ تو ابراست ہے آگ تو ان کو معاف کر کے تو
 جی تھے ہم حکمت کے ہیں

اس آیت سے معلوم ہوا کہ کسی عیب دار بزرگ کی یہ شک اور کسی کا یہ مرتبہ
 نہیں کہ لوگوں کو کہے کہ تم میری بدگئی کرو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان بزرگوں کو خواہ
 خبر نہیں ہوتی کہ لوگ امرنے کے بعد انہارے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہیں اب ان کا یہ
 معلوم ہو گا کہ یہ لوگ ایسے معاملہ کرتے تھے تو وہ بزرگ دانشمندیوں کے ہلکے قیامت
 کے دور ان لوگوں کے دشمن بن جائیں گے اور اللہ سے راہزما ان سے خطا ہونی ظاہر
 کریں گے تو اب معلوم ہونا چاہئے کہ قبروں کو چھو کر اب رائی سے اور ہر لوگ
 بزرگوں کو اپنے حد سے رو اور مشکل شائبہ سمجھتے ہیں سو وہ بزرگ اقیامت سے دن ان کو
 جہنم میں گئے اور اپنی ان سے بیخاری ظاہر کریں گے اس لیے کہ ان طرح سے
 قبروں کا چھو کر ان میں نہ حدیث میں ہے نہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ
 یہاں سے فرمایا اور نہ کسی اللہ کے مقبول بندوں نے صحابہ کرام اپنی طرف سے لوگوں
 سے ایسا کیا۔

مردوں کی سفارش اور حفاظت کا جلیل عقیدہ

اللہ تعالیٰ سے فرمایا

و یغفر ذنوب من ذوی اللہ ما لا یغفر لهم ولا یسعفهم و یحولون ہذا لا
 یضعفون عند اللہ فیر استنوں اللہ ما لا یغفر من النسوت ولا غیر

لَا رُحْمَ سَحَابَةٍ لِّعَالِي سُدِّهِمْ يَسْمُوكُمُوهَا ۖ وَهِيَ كَالْحَمِيمِ ۗ
 "اور اسے یہ کہہ دو کہ تم لوگو! اللہ تعالیٰ نے عذاب اپنے دشمنوں کی
 عبادت کرنے میں لے کر تمہارے نقصان پہنچاتے ہیں اور نہ ہی ان کو نفع پہنچا
 دیتے ہیں اور اعلیٰ مقامی میں رہتے ہیں اور انہوں کو مٹھوں سے لپیٹ کر رکھ دیتا
 ہے اللہ تعالیٰ نے اس عذاب سے عذاب فرمایا ہے اور ان کو عذاب بھی پہنچا ہے اور ان کی
 پوجا کرنے میں اسے دیکھو! آپ ان سے کچھ نہیں کہہ سکتے اور تم اللہ تعالیٰ کو
 آقاؤں میں اور دشمنوں میں لپیٹ کر رکھ دیتے ہو اور ان کو مٹھوں سے لپیٹ کر رکھ دیتے ہو
 اسے تو کوئی ظم نہیں! اور ایسا ہے ان لوگوں کو اور انہوں نے ان میں سے
 شرک کرتے ہیں۔"

یعنی یہ لوگ تصویریں یا مورخیں یا قبریں یا جھنڈے یا نشان یا مہن یا دیوں وغیرہ
 چیزیں اپنے بزرگوں کی عبادت میں سوائے اللہ تعالیٰ کے جو حقیقت میں ان چیزوں سے
 نہ کچھ زیادہ ہو سکتے نہ کچھ کم اور یہ بات ہوتی ہے کہ جن کی تصویریں یا مورخیں یا
 قبریں یا جھنڈے یا نشان یا دیوں میں عبادت کی جاتی ہے یہ لوگ اللہ سے ہیں انہوں سے کچھ
 عبادت کی جاتی ہے اللہ سے نہیں کہہ سکتے کہ انہوں کو مٹھوں سے لپیٹ کر رکھ دیتا
 ہے یہ لوگ اللہ سے کچھ زیادہ نہیں اور ان کو وہ کچھ بتاتے ہیں جو وہ نہیں جانتے اس
 آیت سے معلوم ہوا کہ کوئی بزرگ و مورخ یا جھنڈا یا تصویر کسی کا آقا اور انہوں میں نہیں
 کہ اس بزرگ کی روح یا قبر یا جھنڈے یا نشان پھرتی ہو ماننے کو کچھ فائدہ ہے اور نہ ماننے
 کو نقصان ہے اور ایسا ہی عبادت ہے جو ہے جو اللہ کے اختیار میں ہے اس طرح سے
 ماننے سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ ان چیزوں کا پوجنے اور ان کو اس طرح ماننے اور
 شرک ہو جاتا ہے اگرچہ اس بزرگ کو اللہ نہ سمجھے اللہ کی کتاب میں عبادت کی اپنی
 جانے اور پوجے اسے شرک ثابت ہوا

دین میں اللہ اور ضرورہ پرستی کی ممانعت

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں

لَنْ يَدْعُوا لَكُمۡ ۙ لَا تَعْلَمُوۡا هِيَ رَبُّكُمۡ عَنِ الْحَقِّ وَلَا تَشْعُرُوۡا اِهۡوَاہٗ
فَلَوْ كُنَّ صُلُوۡۤا۟ لِّسَانِ ۙ وَاصۡلُوۡا كَثِيۡرًا وَّاَصۡلُوۡا هِیۡ سَوَاہٗ السَّبۡلِ ۙ

اے لوگو! آپ کو کہتے ہیں کہ اسے الٰہ کہا جائے اور آپ اسے اللہ سمجھتے ہیں
مگر اسے نہ سمجھتے ہیں اور اسے اللہ کی طرف سے نہیں آتا اور اسے نہ سمجھتے ہیں
اور اسے اللہ کی طرف سے نہیں آتا اور اسے نہ سمجھتے ہیں اور اسے نہ سمجھتے ہیں
اور اسے اللہ کی طرف سے نہیں آتا اور اسے نہ سمجھتے ہیں اور اسے نہ سمجھتے ہیں

اب انہوں نے یہ بات ثابت کی ہے کہ دین سے جس میں اللہ اور ضرورہ پرستی کا
علم ہے اسے اللہ کا نام کہنے کی طرف سے منع ہے اور اس میں زیادہ سے زیادہ
لہجے کے زیادہ بات پرستی سے وہ نام دین کا نہیں رہتا اور دین کی راہ سے
پہنچنے والی اس راہ سے وہ ضرورہ پرستی اور ضرورہ پرستی سے منع ہے
اور ضرورہ پرستی سے دین کے نام میں اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے
انہوں نے اللہ کے نام سے یہ بات کہہ کر انہیں اسے اسے اسے اسے اسے اسے
اس کا یہ نام دین کا اور انہوں نے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے
اور انہوں نے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے
اور اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے
جانتے اور انہوں نے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے
دین کی بات کہتے ہیں کہ اللہ سے ضرورہ پرستی اور دین سے ضرورہ پرستی اور انہوں
اپنے ناموں اور ضرورہ پرستی سے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے
اور انہوں نے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے

اور سے نوک ہر اور یہی راہ سے بلکہ نکلے چر ان لی ہت لی ایسا نکل ہے
 اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی عالم مولوی اور دانش کا ایسا کلام ہو کہ قرآن و
 حدیث کے خلاف ہو، اگر کوئی نقل کرے تو اس کو ہرگز نہ ماننا چاہئے۔ بہت ہی تعلقت
 اور سے اُترا ہوئی کسی نے مسامحہ سے بی بی قبر سے مجھ کو وہی فائدہ ہوا کہ یہ بی بی سے
 نہ تھا، یا میرا بی قبر میں بھی مریدوں کی طرف متوجہ نہ جاؤں نے ایسی بات نہ
 بلکہ اور زیارات قبر میں مبالغہ آیا اور مولوی نذیر گوں سے استراہ اور استغاثت سے
 نکلے قبر میں چلے گئے، بیخبروں ظلم کیا اور این سے پھر نہ قبروں کے چاہت سے لیے
 انہوں اخیلوں کے اسے جانے گئے

مجلس زیارت قبر کی نیت سے خاص طور پر سزا کرنا حرام ہے

”مجلس زیارت قبر کی نیت سے خاص طور پر سزا کرنا حرام ہے“
 ”مجلس زیارت قبر کی نیت سے خاص طور پر سزا کرنا حرام ہے“
 ”مجلس زیارت قبر کی نیت سے خاص طور پر سزا کرنا حرام ہے“

”یہ ۱۱۶ مسجد صدیقی میں سے نقل کیا کہ مولی اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ
 ”جو شخص کسی قبر کی طرف ۱۱۱ مسجد اللہ کی طرف سے
 ۱۱۱ مسجد اللہ کی طرف سے ۱۱۱ مسجد اللہ کی طرف سے ۱۱۱ مسجد اللہ کی طرف سے“

یعنی زیارت کے لیے کسی مکان جنوں کو سزا کرنے جانا درست نہیں ہے۔ عین اللہ
 اور مسجد اقصیٰ ۴ اور مدینہ طیبہ کی مسجد نبوی کی زیارت کے لیے ایک مجلس علماء نے سزا
 سے جانا اور اس سے سزا کے امتوں نے ایک کوہ طور اور حرمق بیسی اور حج انہاں قبر و میما
 کی زیارت کرنے کیلئے اور اور سے ۱۱۱ کے ساتھ تھے اس حدیث سے او جانا منع
 ہو گیا نہ سوا کے ہن نہیں جہلے اور کسی حد زیارت کے لیے سزا کرنے جانا منع ہے اور
 علی پورا اور میما سب سے حج بعد از سزا اور نجف اشرف کی طرف قبروں کی زیارت کیلئے سزا

اگرے جانا درست نہیں

قبروں پر بیٹے

عَنْ يٰ مَرْثِيٍّ اَنْهٗ قَالَ سَمِعْتُ اَسْبَاطَ رَسُولِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ

قَالَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخْرُجُوا مِنْ جَنَّتِهِمْ

--- وَمَنْ سَمِعَهُمْ فَاتَّبَعَهُمْ

یہاں ابو ہریرہ و دیگر صحابہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم میرے قریبیوں کو یاد کرو اور تم

میں سے پیچھے رہنا اور تم میرے قریبیوں کے ساتھ چلنا اور تم میرے قریبیوں کے

ساتھ چلنا اور تم میرے قریبیوں کے ساتھ چلنا اور تم میرے قریبیوں کے ساتھ

چلنا اور تم میرے قریبیوں کے ساتھ چلنا اور تم میرے قریبیوں کے ساتھ

چلنا اور تم میرے قریبیوں کے ساتھ چلنا اور تم میرے قریبیوں کے ساتھ

چلنا اور تم میرے قریبیوں کے ساتھ چلنا اور تم میرے قریبیوں کے ساتھ

چلنا اور تم میرے قریبیوں کے ساتھ چلنا اور تم میرے قریبیوں کے ساتھ

چلنا اور تم میرے قریبیوں کے ساتھ چلنا اور تم میرے قریبیوں کے ساتھ

چلنا اور تم میرے قریبیوں کے ساتھ چلنا اور تم میرے قریبیوں کے ساتھ

چلنا اور تم میرے قریبیوں کے ساتھ چلنا اور تم میرے قریبیوں کے ساتھ

چلنا اور تم میرے قریبیوں کے ساتھ چلنا اور تم میرے قریبیوں کے ساتھ

چلنا اور تم میرے قریبیوں کے ساتھ چلنا اور تم میرے قریبیوں کے ساتھ

چلنا اور تم میرے قریبیوں کے ساتھ چلنا اور تم میرے قریبیوں کے ساتھ

چلنا اور تم میرے قریبیوں کے ساتھ چلنا اور تم میرے قریبیوں کے ساتھ

چلنا اور تم میرے قریبیوں کے ساتھ چلنا اور تم میرے قریبیوں کے ساتھ

چلنا اور تم میرے قریبیوں کے ساتھ چلنا اور تم میرے قریبیوں کے ساتھ

چلنا اور تم میرے قریبیوں کے ساتھ چلنا اور تم میرے قریبیوں کے ساتھ

چلنا اور تم میرے قریبیوں کے ساتھ چلنا اور تم میرے قریبیوں کے ساتھ

قبر کی زیارت نہ جانا اور بھی زیادہ منع ہے۔ دوسرے یہ کہ خوشی نے اسبابِ قبر کے
 ہونے کی وجہ سے جمع کرنا درست نہیں جیسے برات و غیرہ کہ لوگ عموماً میں
 آتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ اگر عموماً نو ثواب پہنچاتا ہو تو دوسری سے اس عمر سے
 پہلے اللہ سے اعازہ یا اس کی طرف سے کچھ نجات کرے۔ اس لیے کہ قبر کے
 ہونے یا نہ ہونے کی صورتی نہیں۔ چوتھے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے جو یہ فرمایا کہ درود
 کھلو کہ پہنچایا جاتا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ جو لوگ جانتے ہیں انہیں یہ عقیدہ رکھتے
 ہیں کہ جہاں درود پڑھا جائے وہیں آپ کی روح مبارک آتی ہے سو یہ بات غلط ہے
 پھر اچھے عام انہی لوگوں کو غیر پرفائدہ پڑھتے ہیں تو یہ جانتے اعتقاد رکھتے ہیں کہ اس
 وقت میرے ہی روح آتی ہے پھر اس لحاظ سے وہاں پڑھو اور پانی اور پانی بھی رکھ دیتے
 ہیں سو یہ بات افواہ اور غلط ہے۔

مورتوں کے لیے قبروں کی زیارت کا حکم

عن ابن عمر قال سمعنا رسول الله ﷺ يقول لعن الله من عبد
 الموتى...
 یہ روایت صحیحہ ہے جس کا ترجمہ اس طرح ہے کہ لعن اللہ من عبد الموتى
 قبروں کی زیارت کرنے والی مورتوں پر۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مورتوں کو قبر کے پاس قبر کی زیارت کے لئے جانا

فراموش ہے

عن ابن عمر قال سمعنا رسول الله ﷺ يقول لعن الله من عبد
 الموتى...
 لعن الله من عبد الموتى

ابو عبد اللہ محمد بن یوسف نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی

عالمی سے اعلیٰ ہے، ”ابو“ اسے کہہ کر ہی قبر کو بتا دیا، اس کا
 کہہ کر ہی وہاں سے ”پڑا“ اسے کہتے ہیں، ”نفس“
 ان لوگوں کے جسموں سے اپنے جسموں کی حالت کے بعد ان کی قبروں کو
 بتا دیا، ”نفس“

یعنی مسجد میں نماز پڑھنا، اختلاف کرنا، زیادہ تر آپ سے بلکہ مسجد ان مختصر نیلے سے
 اور وہاں نماز پڑھنا اور فرش بچھنا، لوگوں کے آرام کے لئے پٹی کا برتن رکھنا، مسجد کی
 عمارت اچھی بنانا، ان کے لئے جگہ بنانا، آپ سے اس کی امت کے لوگ اپنے جوتوں اور
 قبروں پر ایسے کام کرتے تھے جو مسجد کے لئے کرنے چاہئیں، ان لوگوں کی نسبت سنت
 غضب پر ان کے وہ اللہ کی اور اللہ سے رائے کے لئے اس لئے کہ ایسے کام ان سے ہو، قبر
 میں برائی جگہ بنتی ہے، سو اللہ سے غضب بڑھتا ہے، اللہ سے اللہ مانگی کہ اللہ!
 میری قبر کو بت مت کر، یعنی ایسا ہو کہ میری قبر کو لوگ اپنی حرکتیں کریں
 ان حدیث سے معلوم ہے کہ ایسی قبر کے ساتھ ایسے کام نہ کرنا، یعنی مسجد کے ساتھ
 ان سے پائیس دست نہیں اور ہر کوئی کہے ان سے اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو گا،
 ان سے بھی معلوم ہے کہ جس قبر کے ساتھ لوگ ایسے کام کریں وہ قبر نہیں ہوتی،
 بنتی ہے، جیسے ابراہیم، اسمعیل، اسحاق اور لوط وغیرہ کی قبریں، ان قبروں
 لوگوں کے چہرے کے جب بت لکھائی تھیں

قبروں کو مسجد بنانا موجب لعنت فعل ہے

”عن عائشة: ”سئل عن رجل قبره مرصعاً من حجارة وبنی
 له المسجد، فقال: لعنته“
 صحیح بخاری، ج ۱، ص ۱۰۰

”یہ حدیث صحیح ہے، اور اس حدیث کے پہلے ان لوگوں کے کہ
 نے مسجد بنائی تھی، ان کو لعنت ہے، اور ان حدیث سے

محل آیت نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نعمت اسے یوں دے گا، جتنا چاہے۔ اس

لیے کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سمجھیں۔" ۱۰

یعنی جب بیمار ہوئے اور وحیات کا وقت قریب قریب ہوا تب اپنی اہمیت کو نبیوں
 کے لئے لے لیا کہ یسوع و نصاریٰ پر اللہ نعمت کرے کہ انہوں نے اپنے اپنے
 قبروں کی قبروں کو سمجھیں لہذا کہا کہ جیسے مسجد میں کعبہ لڑنا چاہئے اللہ کو ایسے ہی
 قبروں کی طرف لڑنے لگے اور اپنے مسجد میں نہایت پھر عمارت کی بنانا چاہئیں ایسے ہی :-
 قبریں اونچی اونچی بنائے لگے اور جیسے مسجد میں چراغ جھانکا چاہئے ویسے ہی :- قبروں پر
 روشن کرتے ہیں اور جیسے مسجد میں عبادت لڑنا زیادہ ہے آپ نے ایسے ہی :- قبروں پر
 مقبروں میں مرقوم لڑنا نماز پڑھنا زیادہ کرتے جانے لگے اور جیسے مسجد میں فرش چھانکا
 چاہئے ایسے ملک اس سے بھی زیادہ قبروں اور مقبروں میں فرش و فرش چھانکے اور
 چادریں لڑیں قبروں پر ڈالنے لگے سبحان اللہ! جس کام کے سبب محمد رسول اللہ ﷺ
 نے یسوع و نصاریٰ پر لعنت لڑائی اور بد اعمالی وہی کام ملک اس سے ہزار پند زیادہ انہیں
 کی امت کے جاہل اور گھٹے شعری جو ذرا سے اور بعضے ہی پرست کرنے لگے اب پھر
 یہاں تک نوبت پہنچی کہ قبروں کو منقش ٹٹاویں اور مسجد کے موزن کو روکھی ہو گی بھی
 راولی نہ دیں اور قبروں کے چھادروں کو طوع اور مصلیوں ٹٹاویں مسجد میں برتن انصاف
 و غسل کے لئے بھی مینا نہ کریں اور قبروں پر نظارے بجھائیں مسجد میں جاننا زورینے
 اور پینے کی ابھی نہ اٹھیں اور اگر چھت مسجد کی لپکے تو سہمت نہ کریں اور قبروں پر
 چادریں نہ لڑتے کی اور گھمکے کی اٹھیں چھ صافیں!!! پھر نبیوں - اللہ کی نعمت
 برسے :- جب اللہ کی تعظیم کم کی حور بندوں کی زیادہ دیا اللہ کے برابر ایوں اللہ تعالیٰ -
 ہوا اور کی بھی تعظیم کی پھر سوائے نعمت اللہ تعالیٰ کے اور کیا چاہتے

فرضیکہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ کام مسجد کے لئے لڑنا چاہئے وہ کام اور
 ایسی بزرگی کی ساتھ کرنے سے اللہ کی طرف سے لڑنے والے پر رحمت پڑتی
 ہے اور سب بیرون کے جو اور سب لوگوں کے بڑا کہ محمد رسول اللہ ﷺ اپنی قبر

کے ساتھ ایسے ہم لڑنے سے بددعا لڑیں اور لعنت بھیجیں تو اور بزرگ اپنی قبروں کے ساتھ یہ معاملہ لڑنے سے لب راضی ہوں گے۔

قبروں کو مسجد بنانا حرام ہے

عَنْ خُنْدُقٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لَا يُبْنَى فِي الْقُبْرِ
بَيْتًا وَلَا مَسْجِدًا وَلَا مَذْبُوحًا وَلَا مَنَارًا وَلَا مِصْبَحًا وَلَا
مِطْرًا وَلَا مَسْجِدًا وَلَا مَسْجِدًا وَلَا مَسْجِدًا وَلَا مَسْجِدًا

”یہ حدیث صحیح ہے کہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: ”ختم وار ہو جاؤ کہ تم سے پہلی قبروں کے مکان اپنے گھر اور ایک دار کے ہو کہوں لی قبروں کو مسجد بنانا اٹلے تھے۔ تم مسجدوں کو نہیں بنانا جس میں تمہیں اس عامر سے منع لے گا۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی مہاجر کی یا کسی ولی شہید کی قبر کے ساتھ ایسے مہاجر بنانا مسجد کے ساتھ ہونے چاہئیں اور مست نہیں اور یہ رسم اگلے کافر مسیوہ و نصاریٰ کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے مسلمانوں کو منع کیا

قبروں کے مہاجر بنانا اور ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لَا يُبْنَى فِي الْقُبْرِ
بَيْتًا وَلَا مَسْجِدًا وَلَا مَذْبُوحًا وَلَا مَنَارًا وَلَا مِصْبَحًا وَلَا

”یہ حدیث صحیح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں قبروں کے مہاجر بنانا اور ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا“

قبر کی طرف نماز نہ کر مگر محلہ اللہ عزوجل سے کی تعظیم کے لئے ہو تو ضرر ہے اور اگر اس لئے ہو گیا اس قبر اور اس مقبرہ کو قبلہ توہم کا پایا تو حرام ہے اور اگر یہ نیت بھی نہ ہو تو مکہ و قرینہ ہے فریضہ کسی نیت سے قبر کی طرف نماز درست نہیں اور اگر کسی جگہ

نماز پڑھنی ہو اور نہ قبرِ نضر سے غالب ہو تو درست ہے۔ قبر پہ بیٹھنا بھی درست نہیں ہو۔ بیٹھنا اور طہن پر نہ تابت ایسا ہے کہ قبر کے اوپر بیٹھ جائے اور وہ سراپہ کہ قبر سے صدمے پر بیٹھ جائے مجاہد یا غلام بن کر کہ وہاں کا مہلک سلف رکھے اور نہ اس کی قبر کیبھی کرسے اور نہ طہن ہی ہو۔ اگر ضرورت مند لوگ وہاں جائیں ان کو زیارت کرنا کرسے اور فاتحہ القوم و میوہ ادا کرسے اور اے علیا کرسے اور اگر یوں کرسے تو حدیث صحیحہ سے بدتر یعنی جلسہ کراہی قبروں پر تو صریح معلوم ہے کہ قبروں پر طہن کی مجلسیں منعقد کرنی درست نہیں

شرعی حد سے اونچی قبریں زمین کے برابر کرنے کا حکم

اور من سر انہماج الاستیفاء فان لول عنہ الا انعمت علیہ من بعدی
علیہ السلام اللہ اعلم بالصواب لا بدع بعد الا اصلہ والاعمال منہ فاف
الاستیفاء .. استصحیح مسئلہ

”یہ تاہم العیاشی نے کہا کہ مجھے یہ تاہم علی علیہ السلام نے کہا تھا میں نے اپنے کام پر نہ سمجھوں کہ میں کام پر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کے مطابق اور وہ یہ تھا کہ یہ قبروں کو لی مہارت کرسوں کہ مٹا دو اور کولی قبر کی نہ پہنچوں کہ وہ اونچی ہو کراس کو زمین لے جائے اور

اس حدیث سے معلوم ہے کہ مسلمان کو چاہئے ہشت سے زیادہ اونچی قبر نہ بنائے اور کولی بنائے تو زور پہلے دینی اگر طاقت اور اتنا مٹا دے (یعنی گرا دے) کہ اسی مقصد پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تاہم علی علیہ السلام اور یہ تاہم علی علیہ السلام نے اپنے وقت میں ابو العیاشی کو بھی ایسی حکم دیا تھا کہ اونچی قبر بنانا مکہ ہے۔ پھر اگر کولی اپنے بزرگ کی ایسی قبر بنائے ہو تو اور بھی زیادہ کوشش کر کے براہ کرسے اس لئے کہ اپنے بزرگ کے حق میں مکہ کی چیز کا کوارا کرنا اور بھی زیادہ برا ہے جیسے اپنے بزرگ کے لئے اپنے

نجات تھی ہو تو اس کو اور کرنا مقدم ہے کہ ان بزرگوں کی خوشی ہی میں ہے۔

قبروں کو ہاتھ پٹانے کی ممانعت

«عن حاتم قال سئل عن رجل أتته امرأة من بني تميم فبسطت يدها على قبر من قبور بني تميم»

عنه «ألفعه الله» صحیح۔

”سیدہ ہاجرہ نے لڑکی کو رسول اللہ ﷺ کے منع فرمایا کہ قبر کی یا

ہاتھ اس پر عمارت بنال جائے اور اس سے کہ اولیٰ ابن ہاجرہ کا

اے بیٹے۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر کو کچھ لٹا ہاتھ پٹانا اور قبر پر قبو یا عمارت بنانا

اور قبر پر اپنی حالت مراد کے لئے یا مراقبہ کے لئے یا بھلا رخلام بن کر بیٹھنا حرام ہے

لہذا ایسی ذمہ داری ہے۔

بزرگوں کی قبریں ہاتھ پٹانے والے بدترین لوگ ہیں

«عن عائشة قالت لما اشكر الله عز وجل ما كان عليه من نعمه قال

كشتمه فقال بها عاربه: كانت أم سلمة وأما حنيفة أمنا أعراب

أحسنا فدكر ما من حسنها: لصلواتهم فيها مرفوع: أنه فعاد أولئك

أدهم من عليهم: إذ خلوا على ما كانوا عليه من نعم الله: بلعدا ما عدا أولئك

بنت العظماء أولئك شر أو حسرت الله»

صحیح۔ صحیح۔ صحیح۔

”سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ جب اللہ نے تمہارے لئے نعمتیں بھیجی

تو میں نے ایک گریہ کیا کہ تمہاری قبریں ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو تمہاری

سیدہ و ام سیدہ رضی اللہ عنہما کے طلب لوگ ہیں جو انہوں سے وہی پست کرنے کے

بعد انہوں سے ان کی قبریں ہاتھ پٹانے والے ہیں اور ان میں سے وہی صورتوں کا حال

جان لیا، سوئے اند ۱۹۶۶ء۔ ان کے سردار اور اصحاب فرما رہے تھے کہ
اب بولی نیک مر مر چاہتے تھے ان کی قبر مسجد بناتے تھے ان میں ان کی
صور نہیں بناتے تھے اور ان کے ان کی نمازگاہوں سے اسے دیکھتے ہیں۔

یعنی سینہ و آنکھ اور آنکھوں کی سیاہی اور جمال اللہ سڑکوں کی فی بیویاں جوش سے
طلب کی طرف گئی تھیں وہیں نصاریٰ ایسا نہیں کیا ایک عہدت خانہ کہ ماریہ ان کا نام
تھا۔ لیج کر آئی تھیں کہ اس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں سو وہیں اللہ سڑک سے
انہوں نے اس مکان کا اور اس میں موجود تصویروں کا ذکر لیا تو آپ نے ہلکا ہوا بنا دیا
کے اپنا سر مبارک اٹھائے فرمایا کہ یہ وہ اور نصاریٰ بنا دیا دستور تھا کہ اب ان کی قوم کا
ہوئی نیک انسان مر چاہتا تو اس کی قبر کے پاس ایک مسجد بنا دیتے ان میں ان مردوں
کی تصویر بنا دیتے سو یہ وہ نصاریٰ اللہ کی ناراضی سے بڑے تھے کہ ایسے کام
کرتے تھے

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی قبر کے سبب سے قبر کے پاس یا قبرستان میں
مسجد بنانا درست ہے۔ پھر وہیں تصویریں بنانا اور بھی نہ اسے اور یہ نصاریٰ ایسا ہی کیا۔
ہے مسلمانوں کو اس سے نہایت پرہیز کرنا چاہئے اور نہ بنانا۔ یعنی ایسا کرے اور نہ اس کی
علق سے بڑا ہے۔

قبروں پر چادر چڑھانے کی ممانعت

۱۱۰۰ عن عائشہ ان النبی ﷺ خرج من جدو فوجدت سبطاً حبشياً
على القبر فسددهم فمررت بي فسددهم فسددهم فسددهم فسددهم
فسددهم فسددهم فسددهم فسددهم فسددهم فسددهم فسددهم فسددهم

ترجمہ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

سینہ و عاتق صحیحہ لڑکھوین آئی ہیں کہ اب وہیں اللہ سڑکوں کے پاس سے
نکلے تو میں نے ایک روٹی اور بیڑا لیا اور اس کو ان کی قبر پر ڈال دیا اور

ہے۔ حالانکہ سچا نذیب اللہ تو آپ کی طرف سے اپنی آپ نے ان کو
 ان کو اور آپ کے اصحاب کو اس سے چھوڑا اور یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے
 نہیں چھوڑا۔ علیؑ کو پڑا یہاں سے وہاں سے نہیں ہوا۔

ان حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر پہ چھوڑا، قبر پر نہیں اٹاتا اور مقبرے پہ خلاف
 اور نہ اٹاتا اور نہ چھوڑا۔ پڑا یہی برکت ہے نام کی چھوڑی نہ خلاف چھوڑا اور کپڑے کی اور اور
 کیوں اور چھوڑیں لگانا۔ اس سے نہیں اور ایسے کاموں سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا
 ہو گئے ہیں مسلمانوں کو جو سب ان حدیث کے چاہنے کے ہیں ایسا نہیں تو چھوڑی
 المقدور اور نہیں اور چھوڑا نہیں

قبروں پہ چراغ لگانا

من حق من لم یحضر جنازۃ المؤمن بعد ان یتوکل علیہ
 ان یتوکل علیہ بعد ان یتوکل علیہ

جو قبروں پہ چراغ لگانا اور رو شنی لگانا تو وہ تو اسے تو وہ اس کے لیے ایسا
 غیر غریب کرے اور سب نعمت ہے اور عقل کے بھی خلاف ہے۔ ان کے کہ چراغ
 لگانے سے فائدہ یہ ہے کہ اندھیرے میں روشنی ہو تاکہ آدمی ایسا کام کرے پھر سب
 کام سے فائدہ ہونے لگے تو کھل کر دے اور اچھا دے اور وہل کرے کہ روشنی کی اور
 عزت! ان کو کسی کام میں تمہاری لگانا یا مصروف کرنا ہے اور اگر وہ صواب اللہ کا مقبول
 ہے تو اس کے لیے اللہ کی طرف سے روشنی سے پھر یہ روشنی فضول ہے اور اگر وہ
 بد ہے تو عذاب اور سزا میں گرفتار ہے۔ اس کو اس روشنی کی کیا ضرورت ہے۔

ان سے علاوہ قبر کے اوپری روٹھنی سے اندر کا اندر جی آج کھر اور ہو گا یا یہ پر اعلیٰ جگہ اور
 روٹھنی کرنا ایک تو اس طرف افضل فرمائی اسے دوسرے شیعہ اور عقل کے مخالف ہوا
 جانے والا اور یہاں نے وہاں لوگوں اللہ تعالیٰ کی نعمت سے زیادہ ہیں اور قبر یا مسجد بنانا
 اگر نماز کے لئے ہے تو ایسی قبروں پر کھدو وہیں نماز پڑھتے ہیں اور نماز بھی اگر
 مردے کی تکبیر سے لے کر نماز کے اور اگر وہیں مسجد بنانا ہے تو لے کر نماز پڑھتے
 اس طرف اور اگر مردے کی تکبیر سے لے کر ہے تو وہ مسجد بنانا ہے لے کر صریحاً اس
 نعمتی کا وہاں مخلوق کے لئے بنانا یہ شرط ہے کہ ایسی مسجد بنانا اس لئے کہ اللہ کی
 نعمت ہے اور معیار بھی اس میں شریک نہ ہو اور عورتوں کو اگر خود اپنی مرضی سے قبر
 کی زیارت کو جائے اسے تو ان علاوہ کو بھی نعمت نصیب ہے اس لئے کہ وہ نماز پڑھتا
 کرنا اور بڑے کام کی اجازت دینا اور ہے

قبرستان میں نماز پڑھنا

«عَنْ أَبِي سَعْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ
 «مَنْ صَلَّى عَلَيَّ فِي قَبْرِ بَنِي إِسْرَائِيلَ نَجَّيْتُهُ مِنَ النَّارِ»

امام مالک رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو میری قبر میں نماز پڑھے گا میں اسے جہنم سے نجات دلاؤں گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ قبر کے پاس جائز بیٹھ کر یا اتفاقاً بعض اوقات قبر سے
 علیہ السلام کے لئے نماز پڑھنے سے منع نہیں ہے نہ قبر پر کھادو یا ان سے بیٹھے یا وہیں بھٹس
 سے یا وہیں مراقب ہو کر بیٹھے یا نماز سے اسے اسرار اور استعانت لے لے بیٹھے

«عَنْ أَبِي سَعْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ
 «مَنْ صَلَّى عَلَيَّ فِي قَبْرِ بَنِي إِسْرَائِيلَ نَجَّيْتُهُ مِنَ النَّارِ»

سیدنا امیر مومنین علیؑ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کی
 توفیق زمین میں مسجد بنائے اور اس میں نماز پڑھے اور اس میں نماز پڑھے

جس سے قبرستان دور جہاں سے
یعنی قبرستان اور مقام میں نماز درست نہیں

قبروں کی زیارت کا مسنون طریقہ

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ زَارَ قَبْرًا مِنْ قِبَرِ الْأَنْبِيَاءِ وَالرُّسُلِ وَالْأَوْلِيَاءِ وَالْأَشْرَفِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ لَمْ يَمُتْ حَتَّى يَأْتِيَ رَجُلًا مِنْهُمْ يَخْتَارُ لَهُ مَقَرًا يَسْكُنُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ترجمہ:

”پیدا انی سمعنا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے ان سے کئی قبروں کی زیارت کرنے سے منع کر دیا تھا تو وہ اب اس کی زیارت کرے اور ان قبروں کی زیارت کرے، اس لیے کہ قبروں کی زیارت اللہ سے بہتر سنتی ہو جاتی ہے اور آخرت کی عمارت میں تمہارا گھر دہانتی ہے۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قبر کے پاس جانے کو مطلقاً منع فرمایا تھا اس کے بعد یہ اجازت دی اور فرمایا کہ قبر کے پاس جایا کرو، اس میں اختلاف ہے ہیں
۱۱۱۔ انہوں نے انبیاء کی طرف سے رغبت لم ہو
۱۲۱۔ یہ کہ موت اور قیامت یا ان کے

موتوں میں ہے کہ جب آدمی اس حالت سے قبر سے پاس جایا اور اس نے انبیاء کی طرف سے وہی زادہ تھا پتا چھوٹا تھا ساتھ ساتھ انہوں میں مجلسیں گرم کرتا تھا اور اسے اس کے ہم جلسے سمجھتے تھے اور کہا جاتا ہے کہ ان کے آئینہ و لوحیں ان کے آئینہ و لوحیں تھیں یہ مجلسیں قبر کے اندر سے ان کے آئینہ و لوحیں تھیں ان میں سے بارہ گروہوں نے زور دیا تھا کہ اب اس کو آستانہ چھوٹا ہے نہ بارہ گروہوں نے ان کی بیوی اپنے گھر آئے تہ جہلی برادر ساتھ تھے اب ان بعد اللہ ہی سے گھر اور اس کے گھر اور بیوی گھر آئے تہ جہلی ان ایک ان مجھ تو بھی مرنا ہے اور ان کے سب جہلی برادر اور بیوی اپنے گھر آئے تہ جہلی

کہ بارہنہل امتیاح پھونٹ جانے کا صرف اپنا عمل ہی ساتھ جانے کا اور صرف اللہ ہی سے کام لے کر۔ جب کوئی یہ خیال کرے گا تو خیالی نوازش اور حرص مہم ہوگی اور آخرت پاوے گی۔ خصوصاً کوئی یہائی قبروں کے دیکھنے سے یہ فائدہ اور بھی زیادہ ہوتا ہے تو کوئی ایک کام کرنے لگتا ہے اور جس سے کام سے باز رہتا ہے تو اسلئے اس طرف سے قبری زیارت الٹی باز اور مباح ہے اور جس زیارت سے کہ نہ خیالی رغبت کم ہو اور نہ آخرت زیادہ آئے وہ زیارت درست نہیں ہے۔ اولی قبری زیارت کو اسلئے جانے کہ وہاں نماز پڑھے اور قہر کا طواف کرے یا اسکو پوسے۔ اسے یا اپنے رشتہ دار اور چھاتی قبر پر سے اور ان مردوں کو پکارے اور ان سے دعا مانگے، روزی ادا، ایثار کی شگلا قرض سے پہنکا، کھانے اور پیمہ عذات مانگے یا وہاں چلے اور اسیوں کے عقارے امانتاً منجھالی منجھالی سے یا ان کی قبروں پر مہر توں کوٹے ہوئے یا وہاں روشنی مجلس سبھا کرے اور پیمہ فراغت کرے اور جو مٹی ہے یا مٹھرا یا مٹھرا مٹھرا اور فعل مراد کا نام آج کل اکثر لوگ قبروں پر انیسیں پھونٹتے جاتے ہیں۔ انکے سے روکتی ہے اور آخرت کو یاد کرنے کی طرف نہیں جاتا بلکہ ایسی ہی رغبت کے سبب جاتے ہیں اور یہ کوئی منع کرے تو وہی پہلی دلیل اسلئے مقابلے میں لاتے ہیں اور سبب اسلئے کہ بعض مولوی یا طلب اور نام کے مشائخ عاقبت سب قبروں یا ہزار مراقب ہو کر بیٹھے گئے جس کرنے گئے اور وہی مال وہاں ہونے لگا اور بی بی گنا طوطہ شیر مال چڑھنے لگا ہزار میں سنت آنے لگیں اور مہر نہیں ہوا ان دونوں صیباں ہونے لگیں اور بت نظر سے نہتے گئے اور ایسا کارا پیمہ عذرت سے لگا اور مولوی بھلا مشائخ نہتے گئے اور ان کی ہوا ہوا سنتوں ہونے لگیں اب انہوں نے حرام کو حرام نہ لیتے، وہاں اور اور حرام نہ لیتے اور کھانا ان قبروں پر انہوں نے کھائیں اور ایک روایتیں رسولی ہیں آکل لیں اور تمس حدیثیں اور جگہ کی اپنے طلبہ پر اکالیں اپنی دنیا کو تہو لیا اور ان کی عاقبت کو تہو لیا بلکہ اپنا نہ سیاہ نیا یعنی اپنے من مشائخ کائنات کی اچھاب اور ہوا ہوا دورانے لوگ اسلئے کام اور بات کی سند پڑھنے کے ساتھ مسلمانوں کو اللہ اور رسول مہربان کے سوا کسی کی سند پکڑنا نہ چاہئے

”بدعات صوفیا کی نظر میں“

یہ مباحثہ قرآن و حدیث کی تعلیمات نہیں کیلین اب آخر میں ہم صوفیہ بدعت و بدعت کے متعلق بعض فیصلے اسے رہے ہیں اس لیے کہ ہمارے ان دوستوں کا حال اس طرح ہے کہ وہ قرآن و حدیث کی تعلیمات کو تو پہلی مہارت قرار دے دیتے ہیں لیکن صوفیائی باتوں کو کسی صورت میں رد نہیں کرتے، ثواب کے حصول کی راہ میں ہمارے اہل بدعات و خرافات ایجاد کرتے چلے جاتے ہیں اور ان پر تو ابھی بڑی تہمتی سے عمل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی ترفیب دے کر ان پر عمل کرواتے ہیں اب ان کو صحیح سند سے ثابت کرنا اور ان کی روشنی میں سمجھانے کی کوشش کی جاتی ہے تو وہ صوفیائے کرام اور مشائخ طریقت کی ہندہ حاصل کرتے ہیں کہ بدعت سے ہم ہو شریعت میں ناجائز و حرام قرار دینے کے لیے ہیں اہل طریقت ان کو جائز قرار دیتے ہیں ایسی روش اپنانا اور اس پر اندھی تقلید کرتے ہوئے عمل کرنا ایک خطرناک اور ہلاکت خیز غلطی ہے اس میں جتنا ہونے کے بعد دین و ایمان کی سلامتی نہیں برپا ہی ہے بلکہ انسان کو تمام گمراہیوں سے بچانے والی صرف اور صرف شریعت ہے جب اس کی مخالفت کو ہی جائز سمجھ لیا گیا تو پھر ہر گمراہی کا راستہ کھل جاتا اور چھینی ہے

چونکہ ہمارے یہ اہل صوفیاء کی بات کہ سند کا اور یہ دیتے ہیں اور ان کی بات کو ہر ایک کی بات پر ترجیح دیتے ہیں اس لیے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ بدعت کے رد میں صوفیاء کے چند اقوال بھی درج کر دیں تاکہ اہل بدعات کو اس غلط فہمی کا راستہ نہ

سے نکل جائیں کہ مشائخ طریقت بہ عادت کو کم موم نہیں سمجھتے تھے تاکہ اتنا نکتہ کے جذبہ پر عمل میں سموات رہے۔ اس سلسلہ میں ہم علامہ شاہجہاں علی تہاب الاعصام سے ۱۰۶۶ھ سے صوفیہ حلقہ میں کے ارشادات جو بدعت کے رد میں ہیں ان میں سے چند ایسے کا بطور نمونہ ترجمہ دیتے ہیں۔

بزرگوں کی لغزش کو مذہب مست بنا لو

شیخ اور اہل علم مصری بظہر فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ کی محبت کی طاقت یہ ہے کہ اطلاق و اعمال اور تمام امور اور سنن میں صیب اللہ سچھڑا کی تبلیغ کی جائے اور فرمایا کہ لوگوں کے فساد کا سبب چھ چیزیں ہیں۔ ایک یہ کہ عمل آخرت کے متعلق ان کی ہمتیں اور قیامیں ضعیف ہو گئی ہیں اور سرے یہ کہ ان کے اہتمام ان کی ذمہ داریوں کا گوارا نہ بن گئے تیسرے یہ کہ ان کا طول اہل غالب آیا یعنی دنیوی سلطنتوں میں تہمتوں اور زمانوں کے انتظام کرنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں حالانکہ عمر قلیل ہے جو تھے یہ کہ انہوں نے مخلوق کی رضا کو حق تعالیٰ کی رضا پر ترجیح سے رکھی ہے چوتھیں یہ کہ وہ اپنی اہلیا گروہ چیزوں کے تبلیغ ہو گئے اور وہاں اللہ سچھڑا کی سنت کو چھوڑ بیٹھے پھرتے یہ کہ مشائخ عظماء اور بزرگان حلقہ میں سے اگر کسی سے کوئی لغزش صادر ہو گئی تو ان لوگوں نے اسی کو اہل مذہب بنا لیا اور ان کے فعل کو اپنے لیے محبت سمجھا

ایک شخص کو آپ نے نصیحت فرمائی کہ تمہیں چاہیے کہ سب سے زیادہ اہتمام اللہ تعالیٰ کے فرائض و واجبات کے سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کا کرو اور جس شیخ سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں منع کیا ہے ان کے پاس نہ جاؤ کیونکہ حق تعالیٰ کی عبادت کا وہ طریقہ ہو ان کے ہوا تعلیم فرمایا ہے اس طریقہ سے بہت بہتر ہے جو تم کو اپنے لیے بتاتے ہو اور یہ سمجھتے ہو کہ انہوں نے اس میں زیادہ اجر و ثواب ہے جیسے بعض لوگ مخالف سنت و بہائیت کا طریقہ اختیار کر لیتے ہیں

بہ متی کو حکمت نصیب نہیں ہوتی

شیخ فضیل بن میاض فرماتے ہیں: جو شخص کسی بہ متی کے پاس بیٹھتا ہے اس میں حکمت نصیب نہیں ہوتی۔

تو حکمت موت قلب ہے

شیخ ابوالخیر بن ابراہیم سے کسی نے دریافت کیا کہ حق تعالیٰ نے قرآن کریم میں اہل حق کو لہانے کا وعدہ کیا ہے، فرمایا: "جو تم سے کلمہ لکھو، مگر ہم بعض کاموں سے لیے لہانے کے دروازے کا لہانہ نہیں ہیں، تم کو نصیب ہے، آپ نے فرمایا: "تمہارے قلوب مر چکے ہیں اور تمہارا دل لی اہل حقوں نہیں ہوتی اور موت قلوب کے اس سبب ہیں۔"

اس لیے کہ تم نے حق تعالیٰ کو پہچانا، اس کا حق ادا نہیں کیا۔

تم نے اللہ کو پہچانا، اس پر عمل نہیں کیا۔

تم نے رسول کریم ﷺ کی محبت کا دعویٰ کیا، مگر آپ کی سنت کو ہمہ تن نہیں

پہنچا۔ شیطان کی دشمنی کا دعویٰ کیا، مگر اعمال میں اس کی مخالفت کی۔

اللہ تم سے ہے، مگر تمہارے غلبے میں تمہارے لیے عمل نہیں کرنے کی طرف

پائی بیٹھیں اور تمہارا نہیں۔

اور فرض اس حکایت سے نقل ہے: یہ ہے کہ ابوالخیر بن ابراہیم بتاتے ہیں کہ

موت قلب کا سبب قرار دیتے ہیں۔

بہ عمت سے پاک دین ہی عاقبت ہے

ابوالخیر بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ علم لڑتے، اہل بیت کا ہمد نہیں بلکہ عالم صرف وہ شخص

ہے جو اپنے علم کا منبع اللہ اور اس پر عمل کرنے اور سنت نبوی کی اقتداء کرنے کے لیے

ان کا ہم تمہارا ایسا ہی ہے کہ آپ سے دریافت کیا کہ علیت کیا چیز ہے تو فرمایا:
 "ہوئی ہے وہ جو خدا کے لئے ہے اور وہ ہے جو خدا کے لئے ہے اور وہ ہے جو خدا کے لئے ہے۔"
 "تو یہ نظریہ امت کے ہے اور میں پھر آیت سے اس کی دعوت و تحذرات کی اٹھیں
 اس میں ایمان نہ ہوں اور یہ ہے کہ اس کو جو اس کے لئے ہے اور اس کے لئے ہے۔"
 "یہ ہے کہ اس کے لئے ہے۔"

اور فرمایا کہ ان عقلی ممبریہ ہے کہ ان کا نام سب سے بہتر ہے اور وہی ہے قائم ہے

راہبر و راہنما

شیخ ابو سعید بغدادی فرماتے ہیں کہ "میں نے کئی کئی بار اس سے معلوم کیا ہے کہ
 اس نے اپنا ہی عقل ہی ہے اور اللہ تعالیٰ تک پہنچانے والے راستے کے لیے اولیٰ راہبر و
 راہنما، جو سنت رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان افعال و اقوال میں مطابقت سے نہیں ہے
 شیخ ابو اسحق کاٹھی فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ معلوم کرنا چاہے کہ میں حق تعالیٰ کی
 نظر میں محبوب ہوں یا نہیں تو علامت اللہ تعالیٰ کی محبت ہی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی
 اطاعت اور ان سے رسول ﷺ کی مطابقت کو سب کاموں پر ترجیح دے اور ان کی اس
 ہی حق تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے

لَمَنْ اِنْ كُنْتُمْ تَحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِ نَحْسُكُمُ اللّٰهُ

خائف کی پہچان سب سے زیادہ قبیح نکتہ ہے

شیخ محمد بن افضل عقی فرماتے ہیں کہ "اسلام کا زوال چار چیزوں سے ہے: ایسا ہے کہ
 لوگ ہم پر عمل نہ کریں اور ہم سے یہ کہ ہم نے خائف عمل کیا ہے یہ کہ اس کی چیز کا
 ہم ہوں ان کو حاصل نہ کریں، پھر یہ کہ لوگوں کو علم حاصل کرنے سے روکیں، علامت
 شامی فرماتے ہیں کہ جو تو ان کا ارشاد ہے اور ان کے زندگیاں کے سونے کا عام طور

سے ہیں حال اور آیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ساتھ سب سے زیادہ معرفت رکھنے والا وہ شخص ہے جو اس کے امر سے اتباع میں سب سے زیادہ مجاہد لڑتا ہے اور اس کے سوال کا سب سے زیادہ قبیح ہے۔

کسی کا احتساب کب ہو گا؟

مخبر عدوان قصار سے کسی نے دریافت کیا کہ لوگوں کے اعمال پر احتساب اور جازا کی محض کے لیے کس وقت جازا ہوتی ہے؟ فرمایا کہ جب وہ یہ سمجھے کہ احتساب اور امر بالمعروف مجھ پر فرض ہو گیا ہے اور فرض ہو لے لی صورت یہ ہے کہ جس کو امر بالمعروف ایسا جائے وہ اس کا نکتہ اور آیت القدرت ہو یا یہ نہیں ہو کہ گاڑی وہ ہاتھ پان لے گا وغیرہ لے لیا یہ خوف ہو کہ نول انسان بدعت میں مبتلا ہو لڑھاکا ہو ہاں گا اور اس کو یہ گمان ہے کہ اللہ سے کئے گئے نکتے سے اس کو نجات ہو جائے گی احمد بن ابی انوار نے فرماتے ہیں کہ جو شخص عمل بلا اہتمام سنت لڑتا ہے اس کا عمل ہاں ہے۔

حالی تکلفی کیا ہے؟

مخبر علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ بندہ جو فعل بغیر اقتداء اور سول سے کرتا ہے تو وہ وہ انہی صورت اطاعت ہو باسویت وہ ہمیشہ نفس سے اور ہم فعل اقتداء و اتباع سے کرتا ہے اور نفس پر عقاب اور مشقت ہے یوں کہ نفس کی نواہش بھی وقتاً فوقتاً اجازت میں نہیں ہو مگر اصل مقصود اور طریق اپنی سول کا یہی ہے۔ انہی سے بھی نکتہ فرمایا کہ اللہ سے اسوہ لیا اور اسے اسات اصول ہیں آری کتاب اللہ کے ساتھ تمسک وہ سب سنت رسول پر کھڑی اقتداء تیسرے اہل حال اپنی حد سے اپنے اور استعمال سے میں اس کا لگانا کہ نولی چیز حرام و ناجائز نہ ہو پوچھے لوگوں کو تکلیف سے بچانا

بچوں کے گناہوں سے بچانا چاہئے تو یہ باتیں اور ان کے حقوق
 نیز ہر شہ فرمایا کہ میں بچوں سے مخلوق جامع اس ہو گئی تو یہ باتیں اور ان کے حقوق
 سزا کا اجتماع اور مخلوق کو اپنی ایذا سے بچانا نیز کسی سے آپ سے فرمایا کہ قنوت اعلیٰ
 عمری آیا ہے؟ فرمایا کہ "ہاں سنت

بدعات سے اجتناب ہی اجتناب سنت ہے

ہو اعلیٰ جو ازلی فرماتے ہیں کہ بندہ الی نیکہ لئکہ لی طاعت یہ ہے کہ اس نے اللہ اور
 رسول کی اطاعت آسان ہو جائے اور اس کے افعال مطابق سنت نہ ہو جائیں اور اس
 کو نیک لوگوں کی صحبت نصیب ہو جائے اور اپنے اہلباب و انومان کے ساتھ اس کو حسن
 سلوک کی توفیق ہو اور خلق اللہ کے لیے اس کا نیک سلوک عام ہو اور مسلمانوں کی
 نوازی اس کا فیض ہو اور اپنے اوقات کی نگہداشت کرے یہی طاعت ہے سے
 بچائے۔

کسی نے آپ سے سوال کیا کہ اجتناب سنت کا طریقہ کیا ہے؟ فرمایا کہ بدعات سے
 اجتناب اور ان عقائد و اقلام کا اجتناب کہ ان کے اطلاق کے صدور اور ان کا مجموع ہے
 اور ان کی اقتداء و الاءم کھنا

عقل سلیم کی نشانی

شیخ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عقل سلیم اور حکمت بنیہ اور حکمت بنیہ ثوری
 سے اجتناب میں سے ہے اور وہ ہے کہ

انسان عبادت میں رہے اور وہ خود پر کھڑے اور ان کی باتوں سے بچے اور
 ان کی عقلیں کھلیں اور ان کی باتوں سے بچے اور ان کی باتوں سے بچے اور
 ان کی باتوں سے بچے اور ان کی باتوں سے بچے اور ان کی باتوں سے بچے اور
 ان کی باتوں سے بچے اور ان کی باتوں سے بچے اور ان کی باتوں سے بچے اور

بدعات اس شخص کا مقدر بن جاتی ہیں

امام عبداللہ بن منذر فرماتے ہیں

”جو شخص اراغش شرمیہ میں سے کسی قرین کو شائع کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ
اس کی اسقامت میں حکم فرما دیتے ہیں۔ جو شخص سنس کی اسقامت میں حکم
فرماتا ہے وہ بہت حد تک عات میں حکم فرماتا ہے۔“



دہلی کے ایک مشہور اسکول میں
 ایک لڑکے نے ایک نئی کتاب لکھی
 جس کا نام ہے 'میں اور میرا
 وطن'۔ اس کتاب میں لڑکے
 نے اپنے وطن کی خوبصورتی
 اور لوگوں کی محبت کو
 خوبصورت لفظوں میں
 بیان کیا ہے۔ اس کتاب کو
 پڑھ کر ہر شخص کو اپنے
 وطن کی محبت اور
 خدمت کو یاد آئے گا۔

اس کتاب کو پڑھ کر
 ہر شخص کو اپنے
 وطن کی محبت اور
 خدمت کو یاد آئے گا۔



کتابچہ



ذکارِ ابلاغ کے اغراض و مقاصد

توحید و ربوبیت کا قلعہ شکنی جاسے اور شرک پرست کا استیصال ہو
تقصیر و جہاد کے اوصاف سے بحث جاسے اور قرآن و سنت کا اُور
سوجھ بول جاسے۔

مسیحیوں اور ہنود و سہوئی حضرات کے خلاف سازشوں اور
مکر و حیالوں کی اشاعتی کرنا اور ان کو ناکام کرنا یعنی مسلمانوں
کو فکری اور عملی طور پر تیار کرنا

قرآن اور صحاح سے قرآن سے ہمیشہ جذبوں کو جیاد کر کے مسلمانوں
کو عمل زندگی میں قرآن حکیم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت
پر تہذیبی اُتیا۔ جسے جیسے تیار کرنا۔

دنیا کے باطنی نظاموں کا رد کر کے اسلام کے طریقہ کار اور ہمتی
کو واضح کرنا اور اسی کے علیہ جیسے فراوانی فکری جیاد تیار کرنا
تیار کرنا

تمام طرق کے فرقہ مسکوں زدہ جیوں سے بہت کر رہیوں سے
صرف اور صرف اسلام کی دعوت پر پیش کرنا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان مقاصد جیاد کو پُران پُر جاتے میں کامیاب کرے
تو دن تادم زیست ہمتی و ملک اسلام پر تہہ رکھے آمین

